عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۲۸ | ۱۲ تا ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ مطابق یکم تا ۱۵ نومبر ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۴۵/۴۶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کے لیے

القرآن الکریم

تہذیب و تمدن پر قرآن کے اثرات

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ

عہد و پیمان کی پاسداری

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

یہ ایک منصوبہ ہے

منیرہ عاقل، کراچی

س:...... آج کل ہر گھر میں بھارتی چینل کے ڈرامے بہت شوق سے دیکھے جارہے ہیں۔ اس سلسلے میں مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ ان ڈراموں میں ہندوؤں کے دیوتاؤں کے سامنے پوجا کرتے دکھائے جاتے ہیں، کیا اس سے ایمان پر فرق پڑتا ہے؟ عموماً یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ گھر کے بڑے حضرات جن کے ہاتھوں میں تسبیح ہوتی ہے وہ بھی بڑے انہماک اور شوق سے یہ مناظر دیکھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حکومت نے کچھ عرصے قبل ان ٹی وی چینلوں پر پابندی لگائی تھی لیکن نہ جانے کس بنیاد پر دوبارہ یہ چینل شروع ہوگئے ہیں۔

ج:...... میری بیٹی! یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ہورہا ہے اور وہ منصوبہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے دین و ایمان، اسلامی اقدار اور اسلامی شعائر و آثار کو کھرچ کھرچ کر صاف کردیا جائے۔ ۱۴۰۰ سو سال سے اسلام دشمن قوتوں نے جان توڑ کوشش کرکے دیکھ لی، مسلمان ان کے ہتھے نہیں چڑھے، اور ان کی نسلوں کا دین و مذہب سے رشتہ نہیں ٹوٹ سکا، کیونکہ ان کا اور ان کی اولادوں کا مسجد و مکتب اور ملا مولوی سے واسطہ اور رابطہ رہا اور جو بچہ یا بڑا مسجد، مکتب اور مدرسہ میں کچھ دن اس مسکین ملا مولوی کے پاس بیٹھ گیا چاہے وہ حافظ، قاری اور مولوی نہ بنتا مگر دین و مذہب سے اتنی وابستگی لے کر ضرور اٹھا کہ وہ کسی بے دین و ملحد کے ملحدانہ افکار و نظریات سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ پانچ وقتہ نماز باجماعت اور جمعہ کے بہانے گاہ بگاہ اس کے کان میں آوازہ حق پہنچ جاتا تھا، اس لئے وہ کفر و الحاد کے تباہ کن پروپیگنڈا سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ شیطان مغرب نے سوچا کہ مسلمانوں اور ان کی اولادوں کو دین، مذہب، مسجد، مکتب، مدرسہ اور ملا و مولوی سے کس طرح دور کیا جائے؟ چنانچہ اس نے ٹی وی ایجاد کرکے اپنے گھر میں بیٹھ کر ہماری نسلوں کو شکار کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ دنیا بھر کے واہیات و لچر چینلوں کے ذریعے جو کچھ ہمارے گھروں میں پہنچایا جارہا ہے وہ اس سلسلہ کی کڑیاں ہیں، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے بچے اب دین و مذہب، خدا و رسول، مسجد، مدرسہ اور کعبہ سے زیادہ وہ مندر، گرجا، ٹمپل اور دیوتاؤں اور مورتیوں کو جانتے ہیں، کیونکہ ان کے سامنے ہر وقت ٹی وی میں وہی کچھ آتا ہے اور وہ اس کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اس لئے جن گھروں میں ٹی وی کی لعنت ہوگی، وہاں یہ غلاظت بھی ہوگی، آج نہیں تو کل ان گھروں کے بچے اور نسلیں جب بڑی ہوں گی تو دین و شریعت، اسلام اور اسلامی شعائر و اقدار سے ناآشنا ہوں گی تو ان کو اپنی راہ پر لگانا آسان ہوگا۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے اور اپنی نسلوں کے دین و مذہب کی حفاظت کریں اور ان خرافات کو گھروں سے نکال باہر کریں۔ جن گھروں کے بڑے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس پروپیگنڈا سے متاثر نہیں ہوں گے، ممکن ہے وہ اس غلاظت سے بچ بھی جائیں لیکن ان کی کچے ذہن کی اولادیں اس مسموم اور زہر آلود پروپیگنڈا سے کیونکر بچ سکیں گے؟

توبہ و استغفار کریں

عامر سہیل، راولپنڈی

س:...... وہ گناہ جو عام دنوں میں بڑی سزا ہے، اگر وہ گناہ رمضان المبارک میں سرزد ہوجائے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟

ج:...... ظاہر ہے جو گناہ عام دنوں میں بڑا ہے، اگر وہ رمضان المبارک میں سرزد ہوجائے تو جس طرح رمضان میں نیکی کا ثواب بڑھ جاتا ہے، اسی طرح اس کا وبال اور شدت بھی بڑھ جائے گی، تاہم توبہ و استغفار ہی اس کا علاج اور کفارہ ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

جلد: ۲۸ ۱۲ تا ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ مطابق یکم تا ۱۵ دسمبر ۲۰۰۹ء شمارہ: ۴۵/۴۶

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

اس شمارے میں!

قادیانی... واپڈا... کروڑوں کا گھپلا؟	۵	مولانا اللہ وسایا
تہذیب و تمدن پر قرآن کریم کے اثرات	۷	جلیس سلاسل
عہد و پیمان کی پاسداری	۱۱	قاضی فضل واحد
جدیدیت پسندوں کی قادیانیت نوازی	۱۳	مولانا محمد ازہر
ہم کو عبث بدنام کیا...	۱۹	محمد اشرف
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کیلئے!	۲۲	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ضروری اعلان

عید الاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۴۵، ۴۶ کو یکجا شائع کیا جارہا ہے خریدار اور ایجنسی ہولڈرز نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حساب اور بدلے کا دن

''حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص نہیں، مگر اس سے اس کا رَبّ قیامت کے دن کلام کرے گا، اور اس کے درمیان اور اس کے درمیان (یعنی بندے کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان) کوئی ترجمان نہیں ہوگا، پھر آدمی اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اس کو سوائے ان اعمال کے جو اس نے آگے بھیجے تھے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی، پھر اپنی بائیں جانب نظر کرے گا تو اس کو کوئی چیز نظر نہیں آئے گی، سوائے ان اعمال کے جو اس نے آگے بھیجے تھے، پھر اپنے چہرے کے سامنے نظر کرے گا تو آگ اس کا استقبال کرے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے طاقت رکھتا ہے کہ بچائے اپنے چہرے کو آگ سے، خواہ کھجور کی ایک پھانک کے ساتھ تو اس کو ایسا کرنا چاہئے۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶۳)

ابوالسائبؒ کہتے ہیں کہ: ایک دن حضرت وکیعؒ نے ہم سے بروایت اَعمشؒ یہ حدیث بیان کی، جب وکیعؒ اس حدیث کو بیان کرکے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا: یہاں اہلِ خراسان میں اس حدیث کی اشاعت کرکے ثواب کمایئے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: یہ اس لئے کہ جہمیہ اس کا انکار کرتے ہیں۔''

اہلِ حق کا عقیدہ ہے، اور قرآن کریم اور اَحادیثِ نبویہ اس میں بہت کثرت کے ساتھ وارد ہوئی ہیں کہ قیامت کے دن انسان کے ہر اچھے اور بُرے عمل کا حساب ہوگا، اس حدیثِ پاک میں اس کا ایک نقشہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر بندے کو قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونا ہوگا، کوئی نہ اس کی ترجمانی کرنے والا ہوگا، نہ اس کی طرف سے وکالت کرنے والا ہوگا، اور دُنیا میں جو عمل، اچھے یا بُرے، چھوٹے یا بڑے، ظاہری یا باطنی، چھپ کر کئے یا اعلانیہ کئے، قیامت کے دن سب لاکر حاضر کئے جائیں گے، اور بندے سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے کرم اور اس کی رحمت ہی سے بیڑا پار ہوسکتا ہے، ورنہ ہم جیسے گناہ گاروں کے چھوٹنے کی کوئی صورت نہیں، اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت فرمائے، اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔

اور یہ جو فرمایا کہ: ''دوزخ سے بچو! خواہ کھجور کی ایک پھانک دے کر'' اس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں، ایک یہ کہ صدقہ بکثرت دیا کرو، اور یہ محض رضائے اِلٰہی کے لئے ہو، کیونکہ صدقہ اللہ کے غضب کو بجھاتا ہے۔ دُوسرے یہ کہ اگر کسی کا ایک کھجور کا ایک حصہ تمہارے ذمے ہو، تو وہ بھی اس کو اَدا کردو، کسی کا حق اپنے ذمے لے کر دُنیا سے نہ جاوٴ، واللہ اعلم!

یااللہ! جتنے ہم نے تیرے بندوں کی حق تلفی کی ہے، خواہ عمداً یا سہواً، ہمیں معاف فرمادے، اور ہم فقیر ہیں، فقیروں پر صدقہ کیا جاتا ہے، آپ اپنی رحمت سے ہم پر صدقہ فرمائیں اور ہماری طرف سے ہمارے تمام حقوق کو اَدا فرمادیں۔

اس حدیث میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اس کا رَبّ قیامت کے دن ہم کلام ہوگا، اور بندے کو خود جواب دہی کرنی ہوگی، اس کے اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ اس حدیث سے حق تعالیٰ شانہٗ کی صفتِ کلام ثابت ہوئی، اس لئے امام وکیع رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے تھے کہ: اس حدیث کا اعلان خراسان میں ہونا چاہئے کیونکہ وہاں جہمیہ یعنی جہم ابن صفوان کو ماننے والے بکثرت ہیں، اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام کے منکر ہیں نعوذ باللہ!

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بندے کے قدم قیامت کے دن اپنے رَبّ کے پاس سے نہیں ہلیں گے یہاں تک کہ اس سے سوال کیا جائے پانچ چیزوں کے بارے میں: ۱:... اس کی عمر کے بارے میں کہ اس نے عمر کو کس چیز میں فنا کیا؟ ۲:... اور اس کی جوانی کے بارے میں کہ اس نے اس کو کس چیز میں ختم کیا؟ ۳:... اور اس کے مال کے بارے میں کہ اس نے کہاں سے حاصل کیا؟ ۴:... اور یہ کہ مال کس چیز میں خرچ کیا؟ ۵:... اور جو چیزیں اس کو معلوم تھیں ان میں سے کن چیزوں پر عمل کیا؟'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶۳)

''حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بندے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے (چند چیزوں کے بارے میں) سوال کیا جائے، (اور وہ ان کا معقول جواب دے، اوّل) اس کی عمر کے بارے میں (سوال کیا جائے گا) کہ کس چیز میں ختم کی؟ (دوم) اس کے علم کے بارے میں کہ اسے کس چیز میں استعمال کیا؟ (سوم) اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا؟ اور کس چیز میں خرچ کیا؟ اور (چہارم) اس کے بدن کے بارے میں کہ اس (کی قوتوں) کو کس چیز میں کمزور کیا؟'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶۳)

(جاری ہے)

اداریہ

مولانا اللہ وسایا

قادیانی... واپڈا... کروڑوں کا گھپلا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

آج بہت ہی دکھے دل کے ساتھ ایک اندوہناک مسئلہ پر اربابِ اقتدار کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سب جانتے اور مانتے ہیں کہ ملک میں توانائی کا بحران ہے اور بجلی کی آنکھ مچولی کا کھیل جاری ہے، حکومتی اعلانات کے باوجود لوڈ شیڈنگ کا خوفناک عفریت ملک کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔ واپڈا ملک میں بجلی مہیا کرنے میں سو فیصد ناکام رہا ہے لیکن آج تک کسی نے سوچا کہ وہ کون سے عوامل ہیں جن کے باعث واپڈا بدنام ہوا؟ ہماری اس استدعا پر کون کان دھرے گا؟ لیکن کہے بغیر بھی چارہ نہیں، تو عرض ہے کہ وہ عناصر جو واپڈا کو لاکھوں کا نقصان پہنچا رہے ہیں، ان میں قادیانی گروہ کے کارندے بھی شامل ہیں جن کے چیف گرو مرزا غلام احمد قادیانی نے پچاس کو پانچ میں بدل دیا تھا۔

اس حوالے سے آج کی نشست میں صرف ایک درخواست ملاحظہ فرمایئے جو مولانا فقیر محمد صاحب سیکریٹری اطلاعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دستخطوں سے ملک کے حکمرانوں کو بھجوائی گئی ہے، جو یہ ہے:

’’بخدمت جناب طاہر بشارت چیمہ صاحب

ایم ڈی پیپکو (واپڈا ہاؤس) لاہور

جناب عالی! السلام علیکم!

گزارش ہے کہ آپ کے علم میں محکمہ فیسکو کو پہنچائے جانے والے لاکھوں روپے کے نقصانات کی تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

ا:...... چناب نگر جو کہ مرزائیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے، وہاں پر لگے ہوئے بجلی کے کئی کنکشنوں کی بلنگ میں محکمہ کے چند ایک مرزائی ملازم .X.E.N, S.D.O اور فیسکو ہیڈ کوارٹر میں ملی بھگت اور اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے فیسکو کو لاکھوں روپیہ کا نقصان پہنچا رہے ہیں، جن میں رفاقت احمد آڈٹ اسسٹنٹ دفتر منیجر آڈٹ فیصل آباد جو کہ ہر وقت کیس لئے چنیوٹ ڈویژن میں گھومتا رہتا ہے اور ڈیوٹی بھی چنیوٹ ہی میں ہمیشہ کرتا ہے، اس کے ساتھ بشارت ایکسین M&T سیکنڈ سرکل فیصل آباد اور منیجر MIS عزیز احمد فیسکو فیصل آباد بشمول منیجر آڈٹ فیصل آباد اس گھناؤنے کھیل کے کھلاڑی ہیں۔

۲:...... اکاؤنٹ نمبر 24,3344,54013010 منظور شدہ لوڈ 136 کلوواٹ ٹیرف A-2(1) کو حال ہی میں 53 لاکھ روپے کا کریڈٹ جمع شدہ بلوں کا S.D.O چناب نگر کے ساتھ ساز باز کر کے ایک درخواست چیف ایگزیکٹو سے مارک کروا کر اور اس میں اپنی طرف سے مزید عبارت لکھ کر حاصل کیا ہے۔ جب بل ادا کر دیئے گئے تھے تو پھر کریڈٹ کیوں کیا گیا؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سابق .S.D.O ذیشان اور موجودہ .S.D.O نے جان بوجھ کر یونٹ اور MD-1 کو پینڈنگ رکھا ہوا تھا۔ اگر 8/2006 کے یونٹوں کو سامنے رکھا جائے جو کہ 24000 یونٹ ہیں، یہ یونٹ جو چارج کئے گئے تھے اور کریڈٹ کئے گئے 10/06 سے 8/09 تک

بالکل درست معلوم ہوتے ہیں۔ اس معاملے کی مکمل چھان بین کر کے ان افراد کے خلاف کارروائی کی جائے اور کریڈٹ کی رقم مبلغ 3500000 روپے وصول کئے جائیں۔ اس کو ٹیرف A-2(B) غلط لگایا جارہا ہے، کیونکہ کمرشل کام کے لئے بجلی استعمال نہیں ہورہی ہے۔ لہٰذا گھریلو ٹیرف جو صحیح ٹیرف ہے، لگایا جائے۔

۳:...... اکاؤنٹ نمبر 24,3344-3021006 ٹیرف B-1 یہ کنکشن غلط ہے اور غلط لوڈ 10-2 کلوواٹ ظاہر کر کے جنرل ٹرانسفارمر سے کنکشن حاصل کیا گیا ہے، حالانکہ اس کا موقع پر صحیح لوڈ تقریباً 59 کلوواٹ ہے، جس کے لئے علیحدہ ٹرانسفارمر چاہئے مگر S.D.O کی ملی بھگت سے جنرل ٹرانسفارمر سے بجلی چلائی جارہی ہے جو خلاف قانون ہے اور اس کو کمرشل ٹیرف لگنا چاہئے۔ اس کے علاوہ اس کنکشن کے ذمہ مبلغ 51 لاکھ روپے سے زائد رقم واجب الوصول ہے، جس کو کئی سالوں سے رفاقت احمد آڈٹ اسسٹنٹ نے اپنے مینجر آڈٹ سے ملی بھگت اور ساز باز کر کے آج تک زیر التوا کرایا ہوا ہے۔ اس کو فوری طور پر وصول کیا جائے اور ان ملازمین کے خلاف کارروائی کی جائے جو محکمے کی رقم میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

۴:...... اس کے علاوہ فیسکو کی تقریباً 30 لاکھ روپے کی رقم جو آڈٹ نے وصولی کے لئے نکالی تھی۔ ان کنکشنوں کے خلاف جو کمرشل ٹیرف A-2(B) پر منظور کروائے گئے مگر اس ساری رقم کو رفاقت احمد آڈٹ اسسٹنٹ نے اپنے مینجر آڈٹ سے ساز باز کر کے مکمل طور پر ختم کروا دیا بلکہ ان پانچ چھ کنکشنوں کے ٹیرف A-2(B) سے ٹیرف (C) کروا دیا جو کہ سب سے سستا ٹیرف ہے، مگر غلط کروایا گیا ہے۔ اس کی بھی مکمل انکوائری کروائی جائے اور رقم کی بھی وصولی کروائی جائے ورنہ یہ سارا معاملہ وزارت کے سامنے اٹھایا جائے گا۔ ہمیں آپ سے پوری امید ہے کہ فیسکو کا ایک ایک پیسہ وصول کیا جائے گا اور اس مافیا کے خلاف کارروائی بھی عمل میں لائی جائے گی۔ اس کے علاوہ ریونیو آفیسر چنیوٹ کی انکوائری کر کے تفصیل حاصل کی جائے کہ وہ کون کون سے کریڈٹ مرزائیوں کو دیئے گئے ہیں۔ انکوائری کے لئے افراد واپڈا ہاؤس سے غیر جانبدار لئے جائیں۔

والسلام“

اس خط کی کاپی اطلاع و ضروری کارروائی کے لئے: (۱) جناب تنویر صفدر چیمہ صاحب، چیف ایگزیکٹو فیسکو فیصل آباد، (۲) جناب ڈائریکٹر ایف آئی اے پنجاب لاہور، (۳) ایکسین فیسکو چنیوٹ، (۴) ریونیو آفیسر فیسکو چنیوٹ، (۵) S.D.O واپڈا چناب نگر، (۶) صدر مملکت پاکستان، (۷) وزیراعظم پاکستان، (۸) وزارت خزانہ، (۹) وفاقی وزیر بجلی و پانی اور دیگر حضرات کو بھجوائی گئی ہے۔

اس خط کی روشنی میں درج ذیل حقائق حیرت انگیز ہیں اور واپڈا کے قوانین کو جس بری طرح پامال کیا جارہا ہے، یہ اس کی ایک ادنیٰ جھلک ہے۔ انتہا دیکھئے کہ: (۱) اداشدہ رقم 35 لاکھ روپیہ قادیانیوں کو واپس کردی گئی، (۲) 16 لاکھ روپیہ واجب الادا بل ہوجانے کے باوجود کنکشن منقطع نہ ہوا، سالہا سال سے بجلی کی سپلائی جاری ہے اور اب 16 لاکھ کے بل کو پلیٹ میں رکھ کر اس قادیانی کو رعایت دی جارہی ہے، (۳) حالانکہ سرے سے وہ کنکشن ہی واپڈا کے اصولوں کے خلاف جاری ہوا، (۴) ایک قادیانی جس کی ملازمت فیصل آباد میں ہے اور دن رات چناب نگر، چنیوٹ کے قادیانیوں کے واپڈا کے کیس ڈیل کر کے لاکھوں کا واپڈا کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ وزارت بجلی و پانی، چیئرمین واپڈا، چیف ایگزیکٹو سب خاموش ہیں، جیسے ملک میں قادیانیوں کی حکومت قائم ہوگئی ہے اور قادیانی ملک کے خون کا آخری قطرہ چوسنے کے درپے ہیں، ہے کوئی اس ملک کا وارث جو اس معاملے کو حل کرے؟ چناب نگر کے قادیانی عناصر کی ملک دشمنی، واپڈا کی تباہی کے حساس معاملے کی تحقیق کرائے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ اگر ذمہ دار و دیانت دار آدمی سے انکوائری کرائی جائے تو تیل کمپنیوں کے بقایا جات صرف قادیانی عناصر کے گھپلوں کی ریکوری سے پورے ہوجائیں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تہذیب وتمدن پر قرآن کریم کے اثرات

اخلاق وکردار کا سب سے عمدہ واعلیٰ نمونہ:

''ن! قسم ہے قلم کی اور اس کی جو کچھ کہ وہ لکھتے ہیں۔'' (القلم)

''اور بے شک آپ (ﷺ) بہت بڑے (سب سے اعلیٰ وعمدہ) اخلاق پر ہیں۔'' (القلم)

''یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ (محمد ﷺ) میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔'' (الاحزاب)

''ہم نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔'' (النساء)

''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام انسانوں اور جنوں پر ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔'' (الاعراف)

''ہم نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے۔'' (سورۂ سبا)

انصاف کرنے کا حکم:

''عدل کیا کرو جو پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔'' (المائدہ)

''اور اگر تم فیصلہ کرو تو ان میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یقیناً عدل (کرنے) والوں کے ساتھ اللہ محبت رکھتا ہے۔'' (المائدہ:۴۲)

''بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (الممتحنہ:۸)

جلیس سلاسل

سچ بولنے کا حکم:

''ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں۔'' (العنکبوت:۳)

جو صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور فرمانبرداری کرنے والے اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔ (آل عمران:۱۷)

''اللہ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے، ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ سے راضی اور خوش ہیں، یہ بڑی کامیابی ہے۔'' (المائدہ:۱۱۹)

''تا کہ سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں دریافت فرمائے۔'' (الاحزاب:۸)

''فرمان کا بجالانا اور اچھی بات کہنا پھر جب کام مکمل ہوجائے تو اگر اللہ کے ساتھ سچے رہیں تو ان کے لئے بہتری ہے۔'' (محمد:۲۱)

''اے ہمارے رب! ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالت اسلام پر نکال۔'' (الاعراف:۱۲۶)

''لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ سست رہے اور نہ دبے اور اللہ صبر کرنے والوں کو (ہی) چاہتا ہے۔'' (آل عمران:۱۴۶)

''بے شک انسان سراسر نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور (جنہوں نے) حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔'' (العصر:۲،۳)

''البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں، اس میں ایسے لوگ ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے کو پسند کرتا ہے۔'' (التوبہ:۱۰۸)

احسان وایثار کرنے کا حکم:

''اور جنہوں نے اس گھر میں ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف سے ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں (محسوس کرتے) رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت ضرورت ہو (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا وہی کامیاب (بامراد) ہے۔'' (الحشر:۹)

''احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے۔'' (الرحمٰن:۶۰)

''کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جارہا ہو۔'' (الیل:۱۹)

''بلکہ صرف اپنے پروردگار و بزرگ وبلند کی رضا چاہنے کے لئے۔'' (الیل:۲۰)

''بے شک وہ (اللہ) عنقریب رضا مند ہوجائے گا۔'' (الیل:۲۱)

''احسان کرکے زیادہ لینے کی خواہش نہ کر۔'' (المدثر:۶)

''اور اپنے رب کی راہ میں صبر کر۔'' (المدثر:۷)

''ہاں تھوڑے سے ایسے نہیں بھی پس تو انہیں معاف کرتا جا اور درگزر کرتا رہ، بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (المائدہ:۱۳)

معاف کرنے اور درگزر کرنے کا حکم:

''غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔'' (آل عمران:۱۳۴)

''تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہ کھالینا چاہئے بلکہ معاف کردینا اور درگزر کردینا چاہئے، کیا تم نہیں چاہتے اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرمادے؟ اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔'' (النور:۲۲)

''تم کسی نیکی کو اعلانیہ کرو یا پوشیدہ یا کسی برائی سے درگزر کرو، پس یقیناً اللہ تعالیٰ پوری معافی کرنے والا اور پوری قدرت والا ہے۔'' (النساء:۱۴۹)

''اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں، پس ان سے ہوشیار رہنا اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کرجاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔'' (التغابن:۱۴)

''ہاں تھوڑے سے ایسے نہیں بھی ہیں پس تو انہیں معاف کرتا جا اور درگزر کرتا رہ بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (المائدہ:۱۳)

''ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہوجانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹانا چاہتے ہیں تم بھی انہیں معاف کرو اور چھوڑ دو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔'' (البقرہ:۱۰۹)

حلف (قسم) کو پورا کرنے کا حکم:

''اور اللہ تعالیٰ کی قسموں کو (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان کی اصلاح کو چھوڑ بیٹھو اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔'' (البقرہ:۲۲۴)

''اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری (نیکی کرنے کے خلاف) ان قسموں پر نہ پکڑے گا جو پختہ نہ (عمل نہ ہو) ہوں، ہاں اس کی پکڑ اس چیز پر ہے جو تمہارے دلوں کا فعل (جن پر سنجیدگی سے عمل کرجاؤ) ہو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور بردبار ہے۔'' (البقرہ:۲۲۵)

''اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں میں لغو قسم پر تم سے مواخذہ نہیں فرماتا لیکن مواخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کردو، اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے، اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔'' (المائدہ:۸۹)

''اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول وقرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو بخوبی جان رہا ہے۔'' (النحل:۹۱)

''اور اس عورت کی طرح نہ ہوجاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کرکے توڑ ڈالا کہ تم اپنی

قسموں کو آپس کے مکر کا باعث ٹھہراؤ، اس لئے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہوجائے۔ بات صرف یہی ہے کہ اس عہد سے اللہ تمہیں آزمارہا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لئے قیامت کے دن ہر اس چیز کو کھول کر بیان کردے گا، جس میں تم اختلاف کررہے تھے۔'' (النحل:۹۲)

''اور تم اپنی قسموں کو آپس کی دغابازی کا بہانہ نہ بناؤ پھر تو تمہارے قدم اپنی مضبوطی کے بعد ڈگمگا جائیں گے اور تمہیں سخت سزا برداشت کرنا پڑے گی، کیونکہ تم نے اللہ کی راہ سے روک دیا اور تمہیں بڑا سخت عذاب ہوگا۔'' (النحل:۹۴)

''تم اللہ کے عہد کو تھوڑے مول کے بدلے نہ بیچ دیا کرو، یاد رکھو! اللہ کے پاس کی چیز ہی تمہارے لئے بہتر ہے، بشرطیکہ تم میں علم ہو۔'' (النحل:۹۵)

وعدہ کی پابندی کرنے کا حکم:

''اور وعدے پورے کرو کیونکہ قول وقرار کی باز پرس ہونے والی ہے۔'' (بنی اسرائیل:۳۴)

''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔'' (الصف:۲)

''تم جو نہیں کرتے اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔'' (الصف:۳)

لباس وجسم کی پاکیزگی (طہارت) کا حکم:

''اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر کرادیا، ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتروادیا تاکہ وہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے، وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو، ہم نے شیطانوں کو ان ہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔'' (الاعراف:۲۷)

''اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔'' (الاعراف:۲۶)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے اسباب زینت کو، جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے۔'' (الاعراف:۳۲)

''اے کپڑا اوڑھنے والے۔'' (المدثر:۱)

''اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کیجئے۔'' (المدثر:۴)

''ناپاکی کو چھوڑ دیجئے۔'' (المدثر:۵)

''آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے اجازت دی ہے، اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔'' (البقرہ:۲۲۲)

شرم وحیا کی پاسداری کرنے کا حکم:

''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔'' (النور:۳۰)

''مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں، اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہوجائے، اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔'' (النور:۳۱)

''بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید (اور خواہش) نہ رہی ہو وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں تاہم اگر وہ بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے بہت افضل ہے اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔'' (النور:۶۰)

''خبردار! زنا کے قریب نہ پھٹکنا، کیونکہ وہ بہت بڑی بے شرمی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔'' (بنی اسرائیل:۳۲)

''اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے۔'' (الاعراف:۲۶)

''اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ اعلانیہ ہوں، خواہ پوشیدہ۔'' (الانعام:۱۵۱)

''اور جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔'' (النور:۱۹)

اچھی بات کرنے کا حکم:

''اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں، کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے، بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔'' (بنی اسرائیل:۵۳)

عاجزی سے چلنے کا حکم:

''رحمٰن (اللہ) کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔'' (الفرقان:۶۳)

مومن مَردوں اور عورتوں کو نیک گمانی کا حکم:

''یہ سنتے ہی مومن مردوں عورتوں نے ان کے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے۔'' (النور:۱۲)

اجازت نہ ملنے پر واپس ہونے کا حکم:

''اگر وہاں تمہیں کوئی بھی نہ مل سکے تو پھر اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو لوٹ ہی جاؤ، یہی بات تمہارے لئے پاکیزہ ہے، جو کچھ تم کررہے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔'' (النور:۲۸)

مجلسوں میں اٹھنے بیٹھنے کے آداب ملحوظ رکھنے کا حکم:

''اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو تو تم جگہ کشادہ کردو، اللہ تمہیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو جاؤ تو تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں، درجے بلند کردے اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کررہے ہو (خوب خبردار ہے۔'' (المجادلہ:۱۱)

بُرائی کرنے والے کے ساتھ بھی بھلائی کا حکم:

''نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔'' (حٰم السجدہ:۳۴)

مظلوم کو بلند آواز میں بات کرنے کا حکم:

''بُرائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا، مگر مظلوم کو اجازت ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا، جانتا ہے۔'' (النساء:۱۴۸)

بُرائی کرنے والے کو معاف کرنے کی ہدایت:

''اگر تم کسی نیکی کو اعلانیہ کرو یا پوشیدہ یا کسی بُرائی سے درگزر کرو، پس یقیناً اللہ تعالیٰ پوری معافی کرنے والا اور پوری قدرت والا ہے۔'' (النساء:۱۴۹)

اپنے گھروں میں بھی سامنے دروازے سے داخل ہونے کا حکم:

''اور گھروں کے پیچھے سے تمہارا آنا کچھ نیکی نہیں، بلکہ نیکی والا وہ ہے جو متقی ہو اور گھروں میں تو دروازوں سے آیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔'' (البقرہ:۱۸۹)

نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی امداد کا حکم:

''نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔'' (المائدہ:۲)

سلام کا ویسے ہی جواب دینے کا حکم:

''اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا ان ہی الفاظ کو لٹا دو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔'' (النساء:۸۶)

کام آپس میں مشورے کرکے کرنے کا حکم:

''اور اپنے رب کے فرمان کو قبول کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ان کا (ہر) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔'' (الشوریٰ:۳۸)

انسان کی جان بچانے کا حکم:

''اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کردیا۔'' (المائدہ:۳۲)

غصہ میں بھی معاف کرنے کا حکم:

''اور وہ جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور غصہ کے وقت (بھی) معاف کردیتے ہیں۔'' (الشوریٰ:۳۷)

(جاری ہے)

عہد و پیمان کی پاسداری

قاضی فضل واحد

قرآن مجید کی متعدد جگہوں پر عہد کی پابندی پر بڑا زور دیا گیا ہے، اور تاکید کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا" (بنی اسرائیل:۳۴)

ترجمہ: "اور عہد کو پورا کیا کرو کیونکہ قیامت میں عہد کی باز پرس ہوگی۔"

تمام وعدوں میں سب سے پہلے انسان پر اس وعدہ کو پورا کرنا لازمی ہے، جو خدا اور اس کے بندوں کے درمیان ہوا ہے، یہ وعدہ فطری معاہدہ ہے جو روز ازل میں بندوں نے اپنے خدا سے کیا ہے، خواہ دنیا میں وہ مومن ہو یا کافر۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"اور ان کے سامنے وقت کا ذکر کیجئے، آپ کے رب نے بنی آدم کی پشت سے ان کی تمام اولاد کو نکالا اور ان کو خود ان ہی کی ذات پر گواہ بنایا اور پوچھا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔" (الاعراف:۱۷۲)

اور اس وعدے کا پورا کرنا زندگی کا پہلا فرض ہے، عالم برزخ میں پہلا سوال بھی اسی کے بارے میں ہوگا: "من ربک"... تیرا رب کون ہے؟...

دوسرا عہد وہ ہے جو خدا کا نام لے کر کسی بیعت اقرار کی صورت میں کیا گیا ہے، سورۂ نحل میں اللہ کے عہد کا مقدس نام اس معاہدہ کو بھی دیا گیا ہے، جو خدا کو حاضر و ناظر بتا کر یا خدا کی قسمیں کھا کھا کر بندے آپس میں کرتے ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم آپس میں عہد کرو اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد نہ توڑا کرو تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بھی کر چکے ہو، خدا کے نام کوئی معاہدہ کرنا اور اس کو توڑ ڈالنا خدا کے مقدس نام کی تحقیر کرنا ہے۔" (النحل:۹۱)

اسی لئے فرمایا کہ جس بات پر کسی نے قسم کھائی، اس پر اس نے گویا خدا کو ضامن ٹھہرایا، اسی لئے قسم کھا کر توڑا نہ کرو اور لوگوں کو دھوکا نہ دیا کرو۔

تیسرا عہد وہ ہے جو عام طور پر قول و اقرار کی شکل میں بندوں میں آپس میں ہوا کرتا ہے، جس میں تمام معاہدات، تجارتی، معاملاتی، سیاسی شامل ہیں، جو افراد یا جماعتوں کے درمیان دنیا میں ہوتے ہیں۔

اگر یہ معاہدات خلاف شرع نہ ہوں، ان کا پورا کرنا واجب ہے:

"یا ایها الذین آمنوا اوفوا بالعقود" (المائدہ:۱)

اور جو خلاف شرع ہوں، ان کا فریق ثانی کو اطلاع کر کے ختم کر دینا واجب ہے، جس معاہدہ کا پورا کرنا واجب ہے، اگر کوئی فریق پورا نہ کرے تو دوسرے کو حق ہے کہ عدالت میں مرافعہ کر کے اس کو پورا کرنے پر مجبور کرے، البتہ یکطرفہ وعدہ کو عدالت کے ذریعہ جبراً پورا نہیں کرا سکتا۔ (معارف القرآن، ج:۵)

بلا عذر شرعی کے کسی سے وعدہ کر کے جو خلاف ورزی کرے گا وہ شرعاً گناہگار ہوگا۔ حدیث میں اس کو عملی نفاق قرار دیا گیا ہے۔ (ایة المنافق ثلاث... معارف القرآن، ج:۵)

نیز رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تین شخصوں کے خلاف قیامت کے دن میں خود ہی وکالت کروں گا:

۱:...... جس نے میرے ساتھ عہد و اقرار کیا، پھر اس نے غداری اور بے وفائی کی۔

۲:...... جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا اور اس سے پورا کام لیا اور مزدوری نہیں دی۔

۳:...... جس نے کسی آزاد کو فروخت کر دیا پھر اس کی قیمت کھائی۔ (اسلامی معاشیات، سید مناظر احسن گیلانی)

چوتھا عہد وہ ہے جو اہل حقوق کے درمیان فطرتاً قائم ہے اور جن کے ادا کرنے کا حکم خدا نے دیا ہے، یہ صلہ رحمی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، اہل عقل کون ہیں؟ اسی ضمن میں فرمایا:

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

’’یہ وہ لوگ ہیں کہ جو عہد انہوں نے اللہ سے کیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں اور عہد شکنی نہیں کرتے اور نیز یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن تعلقات کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو جوڑتے ہیں۔‘‘ (الرعد)

وفا عہد کی اہمیت کا اس سے بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کی جلالت قدر کی خصوصیات میں اس کو بھی شمار کیا ہے:

’’واذکر فی الکتاب اسمعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیا۔‘‘ (مریم:۵۴)

ترجمہ: ’’اور ذکر کرو اس کتاب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بلاشبہ وہ وعدہ کا سچا تھا اور خدا کا رسول نبی تھا۔‘‘

عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی، ابھی چند امور باقی تھے کہ میں نے عرض کیا: آپ یہیں تشریف رکھیں، میں حاضر ہوتا ہوں، آپ نے منظور فرمالیا، مجھے اپنے کاموں نے ایسا مشغول کرلیا کہ میں آپ کے معاملہ کو بالکل بھول گیا، تین روز کے بعد جب یاد آیا اور واپس ہوکر حاضر خدمت ہوا تو دیکھا کہ آپ اسی جگہ تین روز سے میرے انتظار میں بیٹھے ہیں، مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا:

’’بھئی! تم نے مجھ کو تین روز سے وفا وعدہ کی محنت میں ڈال رکھا ہے اور میں تمہارے انتظار میں یہیں بیٹھا ہوا ہوں۔‘‘

(ابوداؤد)

جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی، حذیفہ بن الیمان اور ابوحسیل رضی اللہ عنہما دو صحابی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم مکہ سے آئے ہیں، راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا ہے کہ ہم لڑائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیں گے لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا، ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں! تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ، ہم (مسلمان) ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے، ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔

(صحیح مسلم باب الوفا بالعہد ص:۸۹، ج:۲)

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومیوں سے مدت متعینہ کے لئے کوئی معاہدہ کیا، اس کے ختم ہونے کا زمانہ قریب آیا تو امیر موصوف اپنی فوجیں لے کر ان کی سرحد کے پاس پہنچ گئے کہ ادھر مدت ختم ہو اور ادھر حملہ کریں، یہ دیکھ کر عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ نامی ایک صحابی سوار ہوکر نکلے اور چلائے: اللہ اکبر! اللہ اکبر! بدعہدی نہیں، امیر معاویہؓ نے ان کو بلوا کر پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا: میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جب کسی قوم سے معاہدہ کیا جائے تو اس کی کوئی گرہ نہ باندھی جائے نہ کھولی جائے یعنی نہ اس میں

مولانا جمال اللہ الحسینی مرحوم کی والدہ ماجدہ کا انتقال

چنوعاقل... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رکن مولانا نذیر حسین انڈھڑ مرحوم کی زوجہ محترمہ، مولانا جمال اللہ الحسینی مرحوم کی والدہ اور علامہ احمد میاں حمادی کی خوشدامن گزشتہ دنوں لگ بھگ سو سال کی عمر میں قضائے الٰہی سے انتقال کرگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ ان کے داماد حضرت علامہ احمد میاں حمادی نے پڑھائی اور انہیں ان کے بڑے صاحبزادے مجاہد ختم نبوت مولانا جمال اللہ الحسینیؒ کے پہلو میں سپرد خاک کردیا گیا، مرحومہ نہایت نیک، صالحہ، عبادت گزار تھیں، عقیدۂ ختم نبوت سے خصوصی لگاؤ تھا، ان کے صاحبزادے مولانا جمال اللہ الحسینیؒ ایک بار تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں جیل کاٹ کر باہر نکلے ہی تھے کہ جیل سے باہر پھر وہی حکومت کی قادیانیت نوازی کے خلاف لب کشائی فرمادی، بس وہیں سے پھر جیل میں چلے گئے ادھر والدہ کو علم ہوا کہ رہا ہوکر آرہے ہیں تو گھر پر مٹھائی، ہار وغیرہ لے کر منتظر تھیں لیکن جوں ہی پتہ چلا کہ ناموس رسالت کی خاطر پھر جیل چلے گئے، رونے دھونے کے بجائے سجدہ شکر ادا کیا کہ اپنے نبی کی عزت وناموس کے لئے میرا بچہ دوبارہ جیل چلا گیا، مولانا محمد علی جالندھریؒ جب پہلی بار قطب الاقطاب حضرت حماد اللہ ہالیجویؒ کی زیارت کے لئے مولانا نذیر حسین مرحوم کے گھر پہنچے تو انہیں اپنے گاؤں سے ہالیجی شریف جو تقریباً تین چار کلومیٹر کا سفر ہے سائیکل پر لے گئے، رات کو واپس جارہے تھے کہ مرحومہ نے بے حد اصرار کرکے معزز مہمان کو ٹھہرا لیا کہ ختم نبوت کے محافظ میرے گھر کا کھانا کھائے بغیر یہاں سے تشریف نہ لے جائیں۔ الغرض مرحومہ کا سارا خاندان تحفظ ختم نبوت میں پیش پیش رہتا ہے۔ اللہ جل شانہ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا نذر عثمانی، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا اور دیگر کارکنان ختم نبوت نے مولانا احمد میاں حمادی اور مرحومہ کے دوسرے پسماندگان سے دلی تعزیت کی اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کی۔

سے کچھ کم کیا جائے نہ زیادہ کیا جائے یا اس کو پہلے سے خبر دے کہ معاہدہ کو یک قلم رد کر دیا جائے، یہ سن کر امیر معاویہؓ واپس چلے آئے۔ (ابوداؤد)

غور کی بات یہ ہے کہ امیر معاویہؓ نے معاہدہ کے لفظوں کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہی تھی، لیکن ان کا یہ فعل معاہدہ کی روح کے اور معنی کے خلاف تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتوں نے اس کو بھی بدعہدی سمجھا اور امیر لشکر کو اس سے بھی روک دیا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطبے میں یہ فرمایا کرتے تھے: ''لا دین لمن لا عهد له''... جس میں عہد کی ادائیگی نہیں ہے اس میں دین نہیں ہے... (احمد، طبرانی)

یعنی جو شخص عہد و اقرار کو پورا نہیں کرتا وہ دین دار نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قول و اقرار کا پورا کرنا ایمان کا جزو اعظم ہے، اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک باب باندھا ہے، جس کا عنوان ہے: '' حسن العهد من الایمان ''... جو عہد و اقرار کو پورا نہیں کرتا وہ شرعی مجرم ہے، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے مخاصمت کرے گا....

''اوفوا بالعقود'' لفظ عقود عقد کی جمع ہے، جس کے لفظی معنی باندھنے کے ہیں اور جو معاہدہ دو شخصوں یا دو جماعتوں میں بندھ جائے، اس کو بھی عقد کہا جاتا ہے، اس لئے بمعنی عہد ہو گیا۔

امام تفسیر ابن جریرؒ نے مفسرین صحابہ و تابعین کا اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام جصاصؒ نے فرمایا کہ عقد کہا جائے یا عہد و معاہدہ، اس کا اطلاق ایسے معاملہ پر ہوتا ہے جس میں دو فریق نے آئندہ زمانے میں کوئی کام کرنے یا چھوڑنے کی پابندی ایک دوسرے پر ڈالی ہو اور دونوں متفق ہو کر اس کے پابند ہو گئے ہوں، ہمارے عرف میں اسی کا نام معاہدہ ہے، اسی لئے خلاصہ مضمون اس جملہ کا یہ ہو گیا کہ باہمی معاہدات کا پورا کرنا لازم و ضروری سمجھو۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ ان معاہدات سے کون سے معاہدات مراد ہیں، اس میں حضرات مفسرین کے اقوال بظاہر مختلف نظر آتے ہیں، کسی نے کہا ہے اس سے مراد وہ معاہدات ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ایمان و طاعت کے متعلق لئے ہیں یا وہ معاہدات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کئے ہوئے احکام حلال و حرام سے متعلق اپنے بندوں سے لئے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے اور بعض نے فرمایا کہ معاہدات سے اس جگہ وہ معاہدات مراد ہیں جو لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کر لیا کرتے ہیں جیسے معاہدہ نکاح، معاہدہ بیع و شراء وغیرہ۔ مفسرین میں سے ابن زید اور زید بن اسلم اسی طرف گئے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ معاہدات سے وہ حلف اور معاہدے مراد ہیں جو زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے سے باہمی امداد کے لئے لیا کرتے تھے۔ مجاہد، ربیع، قتادہ وغیرہ مفسرین نے بھی یہی فرمایا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ان میں کوئی تضاد یا اختلاف نہیں بلکہ یہ سب قسم کے معاہدات لفظ عقود کے تحت میں داخل ہیں اور سب ہی پورے کرنے کے لئے قرآن کریم نے ہدایت دی ہے۔

اسی لئے امام راغب اصفہانی نے فرمایا کہ معاہدات کی جتنی قسمیں ہیں، سب اس لفظ کے حکم میں داخل ہیں اور پھر فرمایا کہ اس کی ابتدائی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ معاہدہ جو انسان کا رب العالمین کے ساتھ ہے۔ مثلاً ایمان، طاعت کا عہد یا حلال و حرام کی پابندی کا عہد۔ دوسرے وہ معاہدہ جو ایک انسان کا خود اپنے نفس کے ساتھ ہے جیسے کسی چیز کی نذر اپنے ذمہ مان لے یا حلف کر کے کوئی چیز اپنے ذمہ لازم کر لے۔ تیسرے وہ معاہدہ جو ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ ہے اور اس تیسری قسم میں وہ تمام معاہدات شامل ہیں جو دو شخصوں یا دو جماعتوں یا دو حکومتوں کے درمیان ہوتے ہیں۔

حکومتوں کے بین العالمی معاہدات یا باہمی سمجھوتے، جماعتوں کے باہمی عہد و میثاق اور دو انسانوں کے درمیان ہر طرح کے معاملات نکاح، تجارت، شرکت، اجارہ، ہبہ وغیرہ ان تمام معاہدات میں جو جائز شرطیں باہم طے ہو جائیں، اس آیت کی رو سے ان کی پابندی ہر فریق پر لازم و واجب ہے اور جائز کی قید اس لئے لگائی کہ خلاف شرع لگانا یا اس کا قبول کرنا کسی کے لئے جائز نہیں۔ ☆☆

عقیدہ ختم نبوت ایمان کی بنیاد ہے، اس کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں

گمبٹ (نامہ نگار) رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہی کامیابی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے بغیر کوئی عمل بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں۔ قادیانی فتنہ کے خلاف ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے مبلغ مولانا تجمل حسین، امیر عبدالواحد بروہی، جنرل سیکریٹری عبدالسمیع شیخ اور پریس سیکریٹری عبداللطیف شیخ نے اپنے مشترکہ بیان میں کیا، انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ایمان کی بنیاد ہے، اس کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں۔ قادیانیت ایک ناسور ہے، قادیانیت اور مرزائیت کے خلاف ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ قانون تحفظ ناموس رسالت میں ترمیم رحمت کائنات کی شفاعت سے محرومی کا باعث ہے اور امت مسلمہ اس کو کبھی برداشت نہیں کرے گی۔ آخر میں ہم چیف جسٹس آف پاکستان سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ ملک بھر میں قادیانیوں کی ارتدادی تبلیغ اور غیر قانونی سرگرمیوں کا از خود نوٹس لیں اور تحفظ ناموس رسالت کے قوانین کا مذاق اڑانے والوں کا آئینی محاسبہ کر کے امت مسلمہ کے جذبات کی ترجمانی کریں اور ان کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر کے تحت قانونی سزا دیں۔

جدیدیت پسندوں کی قادیانیت نوازی!

مولانا محمد ازہر

جس طرح کسی زمانے میں سوشلزم کی حمایت کو ترقی پسند اور جدیدیت پسند ہونے کی علامت سمجھا جاتا تھا اور شعراء اور ادیبوں کا ایک گروہ خود کو ترقی پسند ثابت کرنے کے لئے نظم ونثر میں کارل مارکس، لینن اور سرخ انقلاب کی مدح سرائی میں مصروف رہتا تھا، آج کل بھی خود کو ماڈرن، لبرل اور سیکولر ثابت کرنے کے لئے کئی ادیب اور قلم کار بلاوجہ اور کسی ربط کے بغیر دینی مسائل میں رائے زنی اور تنقید کو شہرت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

محترمہ کشور ناہید صاحبہ ایک قومی روزنامے میں مختلف مسائل پر لکھتی رہتی ہیں۔ ۵/نومبر ۲۰۰۹ء کو انہوں نے امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کے دورۂ پاکستان کے موضوع پر قلم اٹھایا اور عالمی حالات اور کیری لوگر بل پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ بھی لکھ ڈالا:

”ہم بھی عجب لوگ ہیں، چوہدری ظفر اللہ خان کو عالمی عدالت انصاف نے عزت دی، نہیں دی تو ہم نے نہیں دی، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو دنیا نے سر پر بٹھایا، ہم نے ان پر گندے انڈے اور ٹماٹر مارے، جوش صاحب کو پنڈت نہرو کہتے رہے: ”جا جا مت جاؤ پاکستان، یہیں رہو“ جوش صاحب بضد رہے کہ جائیں گے پاکستان، زندگی ہی میں ذلت ایسی سہی کہ جنازے میں محض گیارہ بندے تھے۔“

اس سلسلہ میں حقیقت کی نقاب کشائی سے پہلے کشور ناہید صاحبہ سمیت تمام ترقی پسندوں سے ایک درخواست ہے کہ وہ براہ کرم اپنی شناخت نہ چھپایا کریں۔ پاکستانی اخبارات میں یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور پارسیوں کے مضامین بھی شائع ہوتے رہتے ہیں، تاہم ان کا تعارف ہوجانے کے بعد قاری کو مضمون کے مندرجات سمجھنے میں کوئی الجھن نہیں ہوتی، اسی طرح اگر کوئی قادیانی چوہدری ظفر اللہ خان یا ڈاکٹر عبدالسلام پر کوئی مضمون لکھے تو قاری کو شروع ہی سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ لکھنے والے نے اپنے عقیدے کے مطابق ان کی تعریف وتحسین کی ہوگی، دقت اس وقت پیش آتی ہے جب خود کو مسلمان ظاہر کرنے والے قلم کار مرزا غلام احمد قادیانی، بشیر الدین محمود، حکیم نور الدین، چوہدری ظفر اللہ خان اور ڈاکٹر عبدالسلام جیسے لوگوں کا صرف دفاع ہی نہیں کرتے، ان کی تعریف وتحسین کرتے ہوئے، دوسرے مسلمانوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان منکرین ختم نبوت کے بارے میں دینی حمیت وغیرت کا رویہ ترک کرکے ان سے عقیدت کا اظہار کریں۔

ہمیں معلوم نہیں کشور ناہید صاحبہ قادیانی ہیں یا نہیں، لیکن قادیانیوں سے ان کی ہمدردی اور محبت ان کی تحریر سے عیاں ہے۔ اس قبیلے کے افراد یہ منطق پیش کرتے ہیں کہ اسلام رواداری اور کشادہ دلی کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر عیسائی ویہودی سائنس دانوں کا تذکرہ ان کے مذہب کو زیر بحث لائے بغیر کیا جاسکتا ہے تو کسی قادیانی کو ایک سائنس دان کی حیثیت سے خراج تحسین پیش کرنے میں کیا حرج ہے؟ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ قادیانیوں، عیسائیوں اور یہودیوں کو ایک صف میں شمار کرنے والے قادیانیوں کی شر انگیزی، اسلام دشمنی اور منافقت سے بے خبر ہیں۔ یہودی اور عیسائی اہل اسلام کے کھلے دشمن ہیں، نیز وہ اپنا تعارف یہودی اور عیسائی ہی کی حیثیت سے کراتے ہیں جبکہ قادیانی، قادیانیت کے فروغ کے لئے اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کو مرتد بنانے کی سازشوں میں مصروف رہتے ہیں۔

رواداری اور کشادہ دلی کا وصف کمال ہونا بجا لیکن خدا، رسول اور دین وملت کے غداروں کے لئے رواداری کا وعظ بالکل بے محل اور قادیانیت مکروخدع سے بے خبر مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کے مترادف ہے۔ ایسے لوگوں سے چشم پوشی کرنا مسلمانوں کی متاع ایمان کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ رواداری کے بے موقع استعمال کے غلط ہونے پر اگر ہماری معروضات شرح صدر کا باعث نہ ہوں تو اخباری دانشوروں کو شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم کے قادیانیوں کے متعلق نظریات کا مطالعہ کرنا چاہئے: ”قادیانیت اور اسلام بجواب نہرو“ میں علامہ اقبال فرماتے ہیں: کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے، اس ضمن میں رواداری ایک مہمل اصطلاح ہے، اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے اور

بانی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو، خواہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو؟۔'' (فیضان اقبال، ص:۳۱۳ مصنف شورش کاشمیری مطبوعہ فضلی سنز، کراچی)

جہاں تک قادیانی وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان اور قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کا تعلق ہے تو ان کے کفر وارتداد اور قادیانیت کو زیر بحث لائے بغیر بھی وہ باتیں عام مسلمانوں اور دانشوروں کو معلوم ہونی چاہئیں۔

چوہدری ظفر اللہ خان کو بانی پاکستان محمد علی جناح نے کابینہ میں نمائندگی دے کر اس پر احسان کیا، لیکن یہ ایسا محسن کش انسان تھا کہ اس نے بانی پاکستان کے جنازہ میں موجود ہونے کے باوجود نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی اور استفسار پر یہ بدنام زمانہ جملہ کہا کہ: ''مجھے مسلمان حکومت کا کافر نمائندہ یا کافر حکومت کا مسلمان نمائندہ سمجھ لیا جائے۔''

اسی طرح ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے پاکستان کے بارے میں انتہائی اہانت آمیز الفاظ استعمال کئے اور اسے ''لعنتی ملک'' قرار دیا۔ یہ اس وقت کا قصہ ہے جب ستمبر ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام اس وقت صدر پاکستان کے سائنسی مشیر کے عہدے پر فائز تھا، قومی اسمبلی کے اس فیصلے پر اس نے احتجاجاً استعفیٰ دے دیا اور لندن چلا گیا، کچھ عرصہ بعد مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے ایک سائنسی کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بھی دعوت دی۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے یہ دعوت نامہ درج ذیل ریمارکس کے ساتھ وزیر اعظم سیکریٹریٹ کو واپس بھیجا:

''میں اس لعنتی ملک میں قدم نہیں رکھنا چاہتا، جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔''

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ انہوں نے اشتعال میں آ کر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکریٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو فی الفور برطرف کر دیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے (ہفت روزہ چٹان، جون ۱۹۸۶ء) پاکستان کو لعنتی ملک قرار دینے والے اس شخص کی حمایت اور دفاع میں کشور ناہید صاحبہ کو پاکستانی قوم سے گلہ ہے کہ اس نے اسے گندے انڈے اور ٹماٹر کیوں مارے؟

قارئین انصاف سے فرمائیں کہ جو شخص مادر وطن کو لعنتی قرار دے، اسے صرف گندے انڈے اور ٹماٹر مارنے پر اکتفا کیا جائے تو کیا یہ رواداری، کشادہ دلی اور چشم پوشی نہیں؟ قادیانیوں کے حامی دانشور مسلمانوں سے اس سے بڑھ کر کس رواداری کی توقع رکھتے ہیں؟

☆☆..........☆☆

اکسیر کی بوٹی کے عجائبات

غوث علی شاہ قلندر پانی پتی کے ملفوظات میں ساٹھ سالہ بوڑھے شخص کے جوان ہونے کا ایک عجب واقعہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: جب ہمارے والد صاحب کا رسالہ دہلی سے تبدیل ہو کر لکھنؤ پہنچا تو اسی دن صبح کے وقت شیخ امان اللہ جن کی عمر ساٹھ برس سے کم نہ ہوگی، جنگل میں رفع حاجت کے لئے گئے، ایک بوٹی میں سفید پھول دیکھا، بیٹھے بیٹھے توڑ لیا، اسی وقت دوسرا نکل آیا، اس کو بھی توڑ لیا، غرض سات پھول نکلے اور ساتوں انہوں نے توڑ لئے، ان آثار سے یہ تاڑ گئے کہ ہو نہ ہو یہ اکسیر کی بوٹی ہے، جب فارغ ہوئے تو بوٹی کو جڑ سے اکھیڑ کر معہ پھولوں کے چٹ کر گئے، مکان پر آئے کہ تھوڑی دیر کے بعد ان کا جسم سوجھنے لگا، دوپہر تک بالکل گم سم ہو گئے، انگریز فوجی افسر کو خبر ہوئی تو اس نے ڈاکٹر کو بلایا اور سارا قصہ اس کو بتایا، اس نے پوچھا: کچھ درد یا تکلیف تو نہیں معلوم ہوتی؟ کہا کچھ نہیں بلکہ دل کو ایک فرحت سی محسوس ہوتی ہے، ڈاکٹر نے کہا: ابھی علاج کی کچھ ضرورت نہیں، شام تک انتظار کرو۔

جب ظہر کا وقت ہوا تو شیخ امان اللہ کا جسم پھٹا اور اس کے اندر سے ایک گابھا سا نکل آیا، ایک آدمی دوڑ کر ڈاکٹر کو لے آیا، اس نے اس گابھے کو روئی میں رکھوا دیا اور غذا کے لئے مرغ کا شوربہ تجویز کیا، اس کے بعد ایک جلاب دیا، جس میں سیاہ سدے نکلے، ہفتہ بھر میں نہایت صاف اور سرخ وسفید جسم نکل آیا، یہ تماشا دیکھ کر سب لوگ حیران ہو گئے یا تو شیخ امان اللہ ساٹھ برس کے بوڑھے تھے یا اب پندرہ برس کے نوجوان سبزہ آغاز بن گئے، سبحان اللہ! ذرا سی زمین کی بوٹی میں یہ تاثیر۔

پھر انگریز افسر نے حکم دیا کہ بوٹی تلاش کی جائے، تمام لشکر تلاش کے لئے دوڑ پڑا، سارا جنگل چھان مارا مگر کسی کو اس کا پتا نہ چلا، اس تلاش میں لوگوں کا عجب حال ہوا، جہاں کسی بوٹی میں سفید پھول دیکھا توڑ کر کھا گئے، ایک شخص کی جو شامت آئی تو ایسی کوئی بوٹی کھا گیا کہ اس کے اثر سے اس کے تمام دانت ہی گر گئے۔ (تذکرہ غوثیہ)

مرسلہ: ابوفضال احمد خان

ہم کو عبث بدنام کیا....

محمد اشرف

کچھ مدارس دہشت گردی اور بنیاد پرستی کی تعلیم دے رہے ہیں، دہشت گردی کے اصل اڈے دینی مدارس ہیں، مدارس برائی کی جڑ ہیں، مدارس کی سرگرمیوں سے ملک بدنام ہو رہا ہے، مدارس دہشت گردی کے اڈے اور فحاشی وعریانی کی آماج گاہ ہیں، افغان ائمہ ملک چھوڑ دیں، مدارس رجسٹرڈ ہوئے تو ان کے خلاف کارروائی ہوگی، یہ اور اس طرح کے دیگر جملے تیر ونشتر بن کر مدارس اور اہل مدارس کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں، اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ ملک میں سینکڑوں نہیں ہزاروں، مدارس اور ان میں پڑھنے والے لاکھوں طلبا مذہبی، سیاسی، تاریخی اور تہذیبی حوالے سے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں یہ مدارس ہی ہیں جنہیں بلا مبالغہ ملک کی سب سے بڑی غیر سرکاری تعلیمی این جی اوز ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مملکت خداداد پاکستان میں مدارس کی یہ تعداد اور ان میں پڑھنے والے ملکی اور غیر ملکی لاکھوں طلبا کی موجودگی اس بات کی شاہد ہے کہ اس ملک کی شناخت مذہب ہے۔ ہزاروں مدارس بغیر حکومتی فنڈز اور بغیر کسی قابل ذکر غیر ملکی امداد کے لاکھوں طلبا کو مفت تعلیم، رہائش اور کھانا فراہم کرتے ہیں، یہ پاکستانی عوام کی طرف سے اہل مدارس کی وہ پشت پائی ہے جسے حکومت ختم کرنے کے لئے پابندیاں لگانے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ مدارس کو حکومتی فنڈز لینے پر مجبور کر کے اپنی تحویل میں لے لیا جائے اور پھر جس طرح کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جو من مانیاں، بے ضابطگیاں اور خون خرابے والا ماحول ہے اسے مدارس میں منتقل کیا جائے، لیکن قابل ستائش ہیں اہل مدارس، علماء کرام اور دینی مدارس کے بورڈز جنہوں نے ان حکومتی عزائم کو مکڑی کا جالا ثابت کردیا۔

مدارس پر فرقہ پرستی کا الزام خود بخود دم توڑ رہا ہے، دشمن اور ان کے ایجنٹوں نے ٹارگٹ کلنگ کے ذریعے چن چن کر علماء کو شہید کیا کہ کسی طرح ملک میں فرقہ واریت کا زہر پھیلا کر علمائے کرام اور دینی اداروں کو آپس میں لڑایا جائے لیکن عوام کے شعور اور علماء کی حکمت ودانش اور اہل مدارس کے صبر نے اس سازش کو آپ ہی مردہ کردیا۔ مدارس پر سب سے بڑا الزام دہشت گردی کا لگایا جارہا ہے۔ بلا جواز چھاپے مار کر مدارس کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی، قرآن و سنت پڑھنے والے غیر ملکی طلبا کو گرفتار کر کے ان کا تعلق القاعدہ سے جوڑنے کی ناکام کوشش کی گئی، لیکن حکومت کی ساری مشینریاں بھی اس بات کو ثابت نہ کرسکیں کہ ہزاروں مدارس میں کسی ایک کا تعلق بھی القاعدہ سے ہے۔ امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کے دورہ پاکستان کے موقع پر اسلام آباد سمیت کراچی کے دینی مدرسہ کے تقریباً ۱۵۰ طلبا کو گرفتار کیا گیا جن میں ۳ تاجک طلبا بھی قابل ذکر ہیں۔ یہ گرفتاریاں دراصل ہیلری کلنٹن کو سلامی تھی، ورنہ ان تمام طلبا میں سے کسی ایک کا تعلق بھی القاعدہ سے ثابت نہیں کیا جاسکا۔ پوری دنیا کے مسلمان پاکستان کو اسلام کے حوالے سے شجر سایہ دار سمجھتے ہیں۔ اسی لئے وہ دینی تعلیم کے لئے پاکستان سے رجوع کرتے ہیں جس سے ملک کے سیکولر ولادین طبقے کو تکلیف ہوتی ہے۔ طرفہ تماشا ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک کے لادین طبقے کو تو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ عیاشی کرنے کے لئے مغرب اور یورپ چلے جائیں اور ثقافتی طائفہ کو لے کر جائیں لیکن جب اسلامی ممالک کے طلبا قرآن وسنت کا علم حاصل کرنے سرزمین پاک آئیں تو انہیں طرح طرح سے تنگ کیا جائے، حصول علم دین کی راہ میں روڑے اٹکائے جائیں اور اگر ان پر القاعدہ سے تعلق کا کوئی الزام

نی الیاس علی عنہ

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

یاد رکھئے اولڈ

سنارا جیولرز

صراف بازار میٹھادر کراچی نمبر 2- سیل:0321-2984249-0323-2371839

ثابت نہ کیا جا سکے تو انہیں انوسٹی گیشن یا ملک کے لئے ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا الزام لگا کر اٹھا لیا جاتا ہے۔ شاید ان کے نزدیک ناپسندیدہ سرگرمی ”حصول علم دین“ ہے۔

دینی مدارس پر الزام لگانے والے یہ بتائیں کہ کیا کالجوں اور یونیورسٹیوں کی طرح مدارس میں بھی لڑائی جھگڑے اور اس طرح قتل عام ہوئے؟ مدارس پر دہشت گردی کا الزام لگانے والوں کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مدارس کے پانچوں بورڈز کے کسی بھی نصاب میں اسلحہ سکھانے اور چلانے کا کوئی مضمون شامل نصاب نہیں۔ ہاں اگر قرآن وسنت میں جہاد وقتال کی آیات موجود ہیں تو مدارس اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ حکومت میں اگر جرأت ہے تو قرآن سے وہ آیتیں نکال دے جن میں جہاد وقتال کا ذکر ہے تو جہاد کی تعلیم آپ ہی ختم ہو جائے گی۔ ہمارا مطالبہ تو یہ ہے کہ جس طرح اسرائیل کے ہر شہری اور نوجوان کو اپنی اور ملک کی حفاظت کے لئے اسلحہ چلانا سکھایا جاتا ہے بلکہ ان پر لازم ہے، اسی طرح مدارس کے نوجوانوں کو بھی اجازت ملنی چاہئے اور حکومت انہیں نیم فوجی ٹریننگ دے تاکہ وہ اپنے ملک اور دین کے کسی بھی مشکل وقت میں کام آسکیں۔

دینی مدارس میں پڑھنے والے طلبا کا اپنی تعلیم میں مصروف رہنے کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ پورے دن انہیں کھیل وتفریح کے لئے صرف چند گھنٹے ملتے ہیں۔ آخر ان چند گھنٹوں میں وہ کیا دہشت گردی کی پلاننگ کریں گے اور وہ کون سی سرگرمیاں انجام دے سکتے ہیں، جن سے ملک بدنام ہو سکتا ہے کہ جس کی رٹ پاکستانی وزیر داخلہ رحمن ملک لگا چکے ہیں۔

بقول علامہ محمد اقبالؒ:

”ان مکتبوں کو اسی حال میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچے کو انہی مدارس میں پڑھنے دو، اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا اسے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں، اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی ۸۰۰ برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمرا کے نشانات کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا، ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دہلی کے لال قلعہ کے سوا مسلمانوں کی ۸۰۰ سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملتا۔“

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی، ۱۱/نومبر ۲۰۰۹ء)

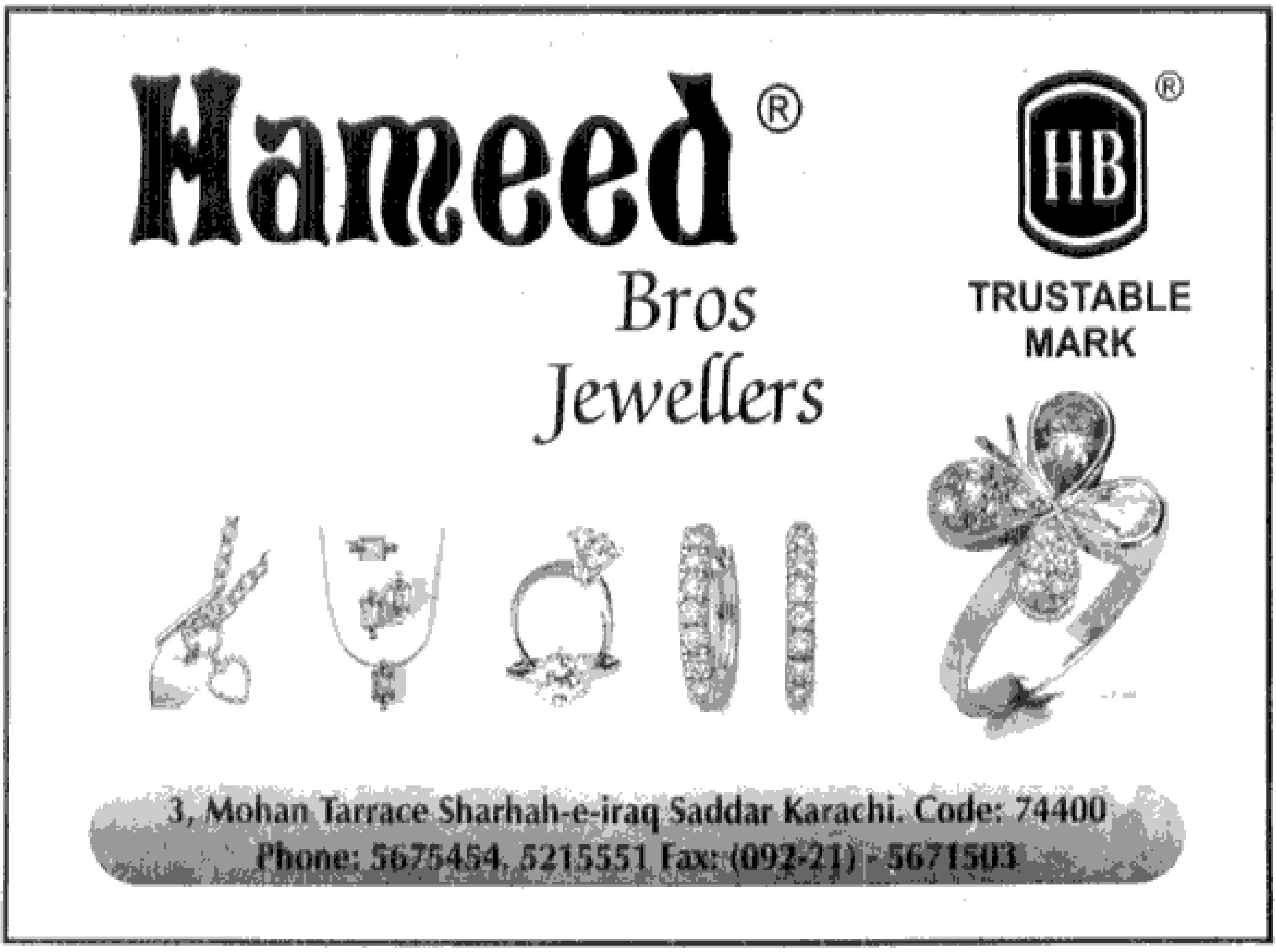

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کیلئے!

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ شریعت اسلامی کا اہم ماخذ ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان کی زندگی کے لئے واجب التقلید نمونہ ہے، اس سے ایک طرف شریعت کے بہت سے احکام وہدایات ملتی ہیں، دوسری طرف اسی سے ہم کو اسلامی زندگی کا مثالی نمونہ ملتا ہے۔ اس حیات طیبہ کو سن کر اور پڑھ کر مسلمان کا دل و دماغ جو کچھ اخذ کرتا ہے، اس سے اس کی دنیا بھی بنتی ہے اور دین بھی بنتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا اور ہونے دیا، اس سب کو حدیث کا نام دیا جاتا ہے اور حدیث شریعت اسلامی کا ایک بہت بڑا ستون ہے، لہٰذا مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا جی لگا کے مطالعہ کرے، اپنے جلسوں میں، تقریروں میں، گفتگوؤں میں اس کی باتوں کا چرچا کرے، ان باتوں سے سبق لے اور ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے، جن کو مستند کتابوں میں نقل کیا گیا ہے اور جن کا انسانی زندگی سے گہرا تعلق ہے، خواہ وہ زندگی دین کے معاملات کی ہو، خواہ دنیا کے معاملات کی، لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کی توجہ اس کی طرف بہت کم ہے، ربیع الاول آتا ہے، سیرت النبی کے جلسوں کی رونق آجاتی ہے، یہ جلسے بہت مبارک ہیں اور ضرور کرنا چاہئیں، لیکن اس بات کی فکر بھی بہت ضروری ہے کہ ان جلسوں سے صحیح فائدہ اٹھایا جائے شرکت کرنے والوں کی اخلاقیات درست ہوں اور وہ ان سے سیکھیں اور نصیحت حاصل کریں اس سلسلہ میں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کتنے لوگوں کی زندگیوں میں ان کو سننے اور جاننے سے تبدیلی آئی، کتنے لوگوں کی زندگی شریعت اسلامی کے سانچے میں ڈھلی، اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر اس کا مطلب ہے کہ جلسہ کرنے والوں میں کوئی نہ کوئی بے خیالی ہے کہ جو فائدہ حاصل کر سکتے تھے وہ حاصل نہ کر سکے اور اس مقصد کو پورا نہ کر سکے، جس مقصد کے نام پر یہ جلسے کئے جاتے ہیں، وہ صرف معجزات یا ایسے کمالات کے بیان میں محدود ہو کر رہ گئے، جن پر آپ کے امتیوں کا عمل ممکن نہیں یا بہت ہی مشکل ہے دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ نہ مقررین اس کا خیال کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے نصیحت آمیز پہلوؤں کو بیان کریں اور نہ سامعین کو اس کا شوق کہ وہ باتیں سنیں جن سے ان کو سبق ملتا ہو، ہاں چمک دمک، ذوق وپسند کی باتیں، خوش کن جلسہ تو ہو جاتا ہے، لیکن ان سے فائدہ پہنچنے کی طرف دھیان دینے کی ضرورت ہے اگر اس سب میں حیات طیبہ نظر آتا ہے تو زندگیوں کو روشن کر دیتا اور اعمال کی اصلاح کر دیتا جس کی اس وقت امت کو بہت ضرورت ہے اور امت اس سے بہت ہٹ گئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے محبوب اور عظیم المرتبت نبی تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ چاہتا تو ناز ونعم میں زندگی گزارتے اور آرام وراحت کے ساتھ اپنی نبوت کی ذمہ داری پوری کرتے، شان وشوکت بھی نظر آتی عظمت وقوت بھی خوب ظاہر ہوتی، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ آپ نے غربت جیسی اور سادہ طرز کی زندگی گزاری، نہ اس میں دولت مندی کا اظہار تھا اور نہ شان وعظمت کا دکھاوا، بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ آپ کو زندگی کی بہت صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں، مصیبتیں جھیلنا پڑیں اور یہ سب دعوت حق کو عام کرنے کے لئے، اللہ کا پیغام پہنچانے کے لئے، انسانوں کے ساتھ ہمدردی وخیر خواہی کرنے کے لئے اور اپنی امت کو زندگی کے رضا الٰہی والے طریقوں کو بتانے کے لئے گوارا کرنا پڑا، خود تکلیف اٹھاتے دوسروں کو آرام پہنچاتے، غریبوں کی مدد کرتے، سب کے ساتھ برابری اور اخلاق کے ساتھ پیش آتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جب تشریف لائے تو پیدا ہونے سے قبل اور پیدا ہونے کے چند سال بعد والد، والدہ کی شفقتوں سے محرومی برداشت کرنی پڑی، ذرا بڑے ہوئے تو شفیق دادا بھی نہ رہے، صرف چچا کی ہمدردی وشفقت باقی رہی لیکن چچا کو غربت کا سامنا تھا۔ لہٰذا آپ کو بھی غربت کا سامنا کرنا پڑا یتیمی، پھر غربت دہری دشواری، آپ کچھ بڑے ہوئے تو معاشی لحاظ سے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی تدبیر کی آپ نے اپنے قبیلہ کے دستور کے مطابق کاروبار و تجارت کی طرف توجہ دی، آپ کی دیانت وامانت اثر لائی اور کاروبار کے ذریعہ آپ کے اقتصادی حالات میں تبدیلی آئی، اس سے آپ نے اپنے شفیق چچا کی مدد بھی کی، اور وہ اس طرح کہ ان کے ایک صاحبزادہ کو آپ نے اپنی کفالت میں لے کر ان کے بوجھ کو ہلکا کیا، دوسری طرف قوم کے سامنے آپ کے جو اعلیٰ انسانی اخلاق وکردار آئے ان سے آپ کو سب کی محبت وقدر حاصل ہوئی آپ کا نام سب نے "امانت دار" رکھ دیا اور آپ سب کی آنکھوں کا تارا بن گئے، ہر ایک بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگا اور تعریف کرنے لگا کہ اتنے میں نبوت کی ذمہ داری ملی اور اس کا کام سپرد ہوا، اس کام

کے کرنے سے لوگوں کا سابق رویہ بدل گیا اور لوگ آپؐ کے درپے آزار بن گئے آپؐ پہلے جیسے رہتے تو قریش میں آپ سے زیادہ پسندیدہ اور محترم شخص کوئی اور نہ ہوتا، آپؐ قریش کے بادشاہ کی طرح ہوجاتے اور آپ کو دنیاوی وجاہت انتہا درجہ کی حاصل ہوتی، آپ جو کہتے قریش اس کو بجالاتے، آپ کے لئے سب اپنی نگاہیں فرش راہ کرتے، لیکن خدا کو آپ سے دعوت و اصلاح کا کام لینا تھا، آپ کو حکم ہوا کہ قوم کے عقیدوں اور مذہبی عادتوں کی جو بگڑی ہوئی شکلیں چل رہی تھیں ان کی اصلاح کا پیغام سنائیں، آپؐ نے رسالت کی ذمہ داری اٹھائی اور اس کی انجام دہی سے جو تکلیفوں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا، اس کے لئے تیار ہوگئے، آپ کو آرام مطلوب نہ تھا، آپؐ کو انسانوں کی خیر خواہی مطلوب تھی، چنانچہ عداوت کا جو طوفان اٹھا وہ زبردست تھا، آپؐ کو امانت دار اور نیک کردار کہنے والے اور عزت واحترام سے پکارنے والے بگڑ گئے، پہلے جو تعریف کرتے تھے اب برائی کرنے لگے، پہلے آنکھوں میں بٹھانے کے لئے تیار رہتے تھے، اب پتھر مارنے لگے، عزت کرنے والے مذاق اڑانے لگے، گندگی اور کیچڑ ڈالنے لگے، آپؐ نے یہ سب جھیلا اور پیغام خداوندی سناتے رہے، حق وانسانیت کے لئے حکم الٰہی کی بجا آوری کے لئے سب برداشت کرتے، جواب نہ دیتے، صبر آزما معاملہ تھا، لیکن آپ نے عظیم صبر سے کام لیا، برداشت سے باہر تھا، پھر بھی برداشت کیا کیونکہ حکم الٰہی تھا کہ برداشت کرو، جواب نہ دو، مخالفت کے باوجود نیکی کی تلقین کرتے اور حق کا پیغام پہنچاتے رہے، تیرہ سال اسی جدوجہد اور صبر میں گزرے اور برداشت اور صبر کا حکم جاری رہا، حتی کہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور دوسری جگہ منتقل ہونا پڑا، بالآخر خدا کی طرف سے اجازت ملی کہ بہت ظلم ہوچکا اب جواب دے سکتے ہو؟ اب مقابلہ پڑے تو مقابلہ کرسکتے ہو اللہ کی مدد ہوگی؟ یہاں سے مقابلہ کا آغاز ہوا اور اللہ تعالیٰ کی جو مدد تکلیف جھیلنے اور برداشت کرنے میں آتی تھی وہ مقابلہ کی اجازت کے بعد جاری رہی اور میدان جنگ میں آئی آپؐ پر دشمن حملہ آور ہوتا، آپ کے لئے وطن مدینہ پر چڑھائی کرتا، آپؐ مقابلہ کرتے اور بہادری کا ثبوت دیتے، یہ سب حق کے لئے تھا، اپنے پروردگار کی رضا کے حصول کے لئے تھا، نفس کشی تھی، راحت کی قربانی تھی مکہ کی تیرہ سالہ مدت میں بھی قربانی اور مدینہ کی دس سالہ مدت میں بھی خطرات کا مقابلہ اور قربانی، اعلیٰ اور پاکیزہ زندگی، انسانیت، رواداری، برداشت، ثابت قدمی، بہادری، شرافت وعظمت کردار کے طرح طرح کے انداز، یہ تھی انسانیت نواز مثالی زندگی، آپ کی ایک ایک ادا، ایک ایک گوشہ آپ کی امت کے لئے رہنما اصول تھا، نمونہ کا کردار تھا اور وہ انسانی زندگی کے متنوع ومختلف پہلوؤں پر مشتمل تھا، آپ اپنے رفقا کے ساتھ ایک نہایت ہمدرد اور انس ومحبت رکھنے والے رفیق تھے، عام انسانوں کے لئے غمگسار اور انسانیت نواز انسان تھے، کمزوروں، غریبوں کی مدد کرنے والے، چھوٹوں پر شفیق، بڑی عمر والوں کی عمر کا خیال کرنے والے، گھر کے اندر گھر کے ایک عام فرد، اپنے اصحاب ورفقا میں ان کے احساسات وجذبات کا خیال رکھنے والے تھے، آپ کی تعلیم تھی چھوٹے اور بڑے دونوں ایک جگہ ہوں تو بڑے کے بڑا ہونے کا خیال کرو، بچوں کے ساتھ شفقت ورعایت کا یہ حال تھا کہ ایک بچہ ابوعمیر تھا اس کے پاس ایک چڑیا تھی جو مرگئی تھی، آپ اس سے ملے تو اس سے ہمدردانہ طریقہ سے پوچھا: اے اچھے بچے، ابوعمیر! تمہارا پرندہ نغیر کیا ہوا؟ آپ کو کوئی بوڑھی عورت راستہ میں روک لیتی اور اپنی بات کہتی رہتی آپ سنتے رہتے اور اس کا دل چھوٹا نہ کرتے، آپ اپنے رفقا کے ساتھ ہوتے تو ان سے انس ودلچسپی کی بات کرتے، ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت نے آپ سے جنت میں جانے کی دعا کی درخواست کی، آپؐ نے فرمایا کہ بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی، وہ روتی ہوئی لوٹنے لگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے کہہ دو کہ جنت میں بڑھاپے کی حالت میں نہیں داخل ہوگی۔ ایک شخص نے آپ سے اپنی ضرورت کے لئے اونٹ مانگا، آپؐ نے ازراہ مزاح فرمایا کہ میں تمہیں اونٹ کا بچہ دوں گا، وہ کہنے لگا: یارسول اللہ! بچہ سے میرا کام نہیں چلے گا، آپؐ نے فرمایا: ہر اونٹ، اونٹ کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ رات کا وقت تھا اور کوئی خطرناک آواز آئی، جیسے کوئی دشمن ہو یا خوفناک جانور، آپؐ نے تحقیق کے لئے اپنے رفقا کی طرف دیکھا وہ کچھ ڈرے سے تھے، آپؐ نے فرمایا: میں خود جاکر دیکھتا ہوں اور آپؐ نے کسی پرواہ نہیں ڈالا خود جاکر دیکھا اور تحقیق کرکے تشریف لائے۔

اسلام میں ضرورت محسوس ہونے پر ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جو عام

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:2545573

مسلمانوں کو چار کے اندر محدود رکھی گئی ہے، البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ کی اجازت دی گئی، لیکن آپؐ نے عنفوان شباب کا سارا زمانہ صرف ایک بیوی کے ساتھ گزارا اور وہ بھی آپ سے عمر میں بڑی تھیں، بعد میں نبوت کے کام کے ساتھ حکومت و سیاست، صلح و جنگ اور دیگر معاملات کی ذمہ داریاں آپ کی بہت بڑھ گئیں، اس وقت آپ نے کئی بیویوں کی اجازت سے فائدہ اٹھایا اور اس اجازت سے آپؐ نے بہت سی پیچیدگیوں کو حل کرنے میں بھی مدد لی، آپؐ نے اس کے ذریعہ یہ بھی دکھایا کہ اسلام میں ذات پات، سماجی پوزیشن اور رواجی عادتوں کے فرق کی بنیاد پر انسانوں کے درمیان فرق نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات میں اپنے معزز خاندان کی اور دیگر خاندانوں کی بھی بیویاں شامل کیں، آپؐ نے نومسلم خاتون کو بھی داخل زوجیت کیا، باندی بن کر آنے والی خاتون کو بھی آزاد کر کے داخل زوجیت کیا، اپنے متبنّیٰ کی مطلقہ کو بھی شامل کیا جو کہ عرب کے معاشرے میں غلط سمجھا جاتا تھا، لیکن خدا کا حکم آیا کہ متبنّیٰ کو بیٹے کی طرح نہ سمجھا جائے اور اس کو بیٹے کے حقوق بھی نہ دیئے جائیں، چنانچہ آپؐ نے عرب معاشرے کے متبنّیٰ کے غلط رواج کو توڑا، آپؐ نے ایسی شادیاں بھی کیں جن میں تعلق والوں کی دلداری مقصود تھی، ایسی بھی شادی کی جس سے غلط رواج کو باطل کرنا تھا، ایسی بھی کی جس میں دوسروں کی خدمات وتعلق کا صلہ تھا، پھر ان سب کے درمیان ایسا انصاف اور برابری کا برتاؤ کیا کہ جو اپنی نظیر آپ ہے، اپنی پسند کو باعث ترجیح نہیں بنایا، مدینہ منورہ میں فدک وخیبر میں آپ کو کچھ جائیداد حاصل ہوگئی تھی، فصل پر اس کا غلہ آتا تو آپ برابر اپنی تمام ازواج مطہرات میں تقسیم کر کے ہر ایک کو اس کے حصہ کا مالک بنا دیتے تھے، آپ اپنے دنوں اور راتوں کو ازواج مطہرات میں برابری کے ساتھ تقسیم کرتے تھے اور اس میں ہر ایک کا حق پورا ادا کرتے تھے اور جب آپؐ کو آخری مرض لاحق ہوا تو بیماری کے تقاضا سے آپؐ نے ایک ہی گھر میں رہ کر علاج کرانا مناسب سمجھا، لیکن آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے اس کی اجازت لی، جب اجازت مل گئی تب آپ نے اس پر عمل کیا، جب آپ سفروں میں جاتے تو کسی ایک بیوی کو ساتھ لے جاتے اور ایسے میں خود اپنی مرضی وپسند سے انتخاب نہ کرتے بلکہ قرعہ ڈالتے، جس کا نام نکلتا اس کو لے جاتے، آپ اپنے اہل خانہ کے لئے اس طرح اخلاق و محبت کا برتاؤ کرتے، جیسا شوہر کو بیوی کے ساتھ کرنا چاہئے، نبی ہونے کی بنا پر اس سے برتری کے طرز پر معاملہ نہ کرتے، بیوی کے اُنس وخوشی کا لحاظ رکھتے، ایک مرتبہ کچھ حبشی جنگجو اپنے ملک کے جنگی کرتب آپؐ کے مکان کے سامنے دکھا رہے تھے، آپ نے اپنی اہلیہ کو بھی دکھایا بلکہ دروازہ پر کھڑے ہو کر آڑ بنا دی اور اپنے کاندھے کے بیچ سے ان کو دیکھنے کا موقع دیا، آپ ایک بار بچوں کو پیار کر رہے تھے، ایک صحابیؓ کو تعجب ہوا کہ آپ نبی جیسے باوقار منصب پر ہونے کے باوجود یہ عام لوگوں کا جیسا معاملہ کر رہے ہیں، لیکن آپؐ نے فرمایا کہ یہ رحم وشفقت کا جذبہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دلوں میں رکھا ہے، اس کو دبانا نہ چاہئے آپ کے ایک نواسہ کا انتقال ہوا تھا جو بچہ تھا، آپ کی صاحبزادی نے آپ کو بلوایا، آپ تشریف لائے، بچہ کو گود میں لیا، آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، خود آپ کے صاحبزادہ کا بھی انتقال ہوا، آپؐ نے اپنے جذبات غم کو اپنے آنسو سے ظاہر کیا اور فرمایا کہ میرا دل بڑا غم زدہ ہوا، مسرت کے موقع پر مسرت کا بھی اظہار ہوتا تھا، ایک غزوہ میں فتح کے موقع پر حضرت جعفرؓ جو آپ کے چچازاد بھائی تھے اور آپ کو ان سے تعلق بھی بہت تھا، ہجرت حبشہ میں ایک عرصہ رہنے کے بعد آئے تو آپ نے مسرت کی کیفیت کے ساتھ فرمایا کہ میرے لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ مجھے اس جنگ میں فتح سے خوشی زیادہ ہوئی یا جعفرؓ کے آنے سے خوشی زیادہ ہوئی۔

آپؐ اپنے رشتہ داروں سے محبت کے ساتھ ساتھ تمام صحابہؓ سے بلکہ تمام انسانوں کے ساتھ بھی ہمدردی اور محبت اور رواداری کا برتاؤ فرماتے، کبھی اپنی ذات کے لئے کسی پر غصہ نہ کرتے خواہ آپ کا کیسا ہی نقصان ہوا اور اذیت پہنچے، آپ نے کبھی اپنے کسی کام کرنے والے کو اس کی غلطی پر مارا نہیں، اپنے کسی صحابیؓ کی کسی غلطی پر ڈانٹا نہیں، ہاں اگر اسلام اور دین کے معاملہ میں کوئی غلطی کرتا تو آپ بہت ناراض ہوتے، ایک مرتبہ آپؐ اپنے آخری زمانہ میں یہ فرمانے لگے کہ دیکھو اگر کسی کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو، میری طرف سے اس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوگئی ہو تو وہ اس کا بدلہ اسی کی زندگی میں لے لے، آخرت پر نہ اٹھا رکھے، اس پر ایک صحابیؓ نے کہا: یا رسول اللہ! ایک مرتبہ آپ کا کوڑا میری پیٹھ پر لگ گیا تھا، اس پر آپؐ نے اپنی پیٹھ کھول دی کہ اس پر کوڑا مار لو، وہ صحابیؓ کوڑا کیا مارتے لپٹ گئے اور مبارک پیٹھ کو چوم لیا، اپنے رفقا کے ساتھ اتنے بااخلاق تھے کہ کوئی فائدہ کی بات ہوتی تو اپنے ساتھی کو ترجیح دیتے، آگے بڑھاتے، ذمہ داری اور مشقت کی بات ہوتی تو خود آگے آتے، آپ نے اعلان فرمادیا تھا کہ انتقال کرنے والا جائیداد چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کی ہے اور اگر قرضہ چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے، آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ آپ کی بہت چہیتی بیٹی تھیں، ہمیشہ ساتھ رہتی تھیں، دوسری صاحبزادیوں کی طرح اپنے شوہروں کے ساتھ علیحدہ نہیں رہیں، کیونکہ ان کے شوہر حضرت علیؓ کو آپ نے اپنے بیٹے کی طرح رکھا تھا پھر داماد بنایا، وہ ساتھ میں رہتے تھے لیکن بیٹی کو چہیتی ہونے کے باوجود آپ نے ان کو دولت وثروت نہیں عطا کی، نہ ایسا انتظام فرمایا کہ وہ کسی خادمہ کو رکھ سکیں، وہ گھر کا سارا کام اور شوہر کی

خدمت اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں، پانی بھی خود بھر کر لاتی تھیں، آپؐ نے ان کو کوئی خادم یا خادمہ مہیا نہیں کی، حالانکہ خادم اور خادمائیں آتی تھیں اور آپؐ دوسروں کو دیتے تھے، حضرت فاطمہؓ نے عرض بھی کیا، آپؐ نے ان کو کچھ پڑھنے کو بتادیا مگر خادمہ نہیں دی، حالانکہ یوں بہت محبت وشفقت کرتے تھے، حضرت علیؓ کا بھی بہت خیال فرماتے تھے، ایک بار حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ سے کچھ ناگواری ہوئی، جیسی شوہر و بیوی کے درمیان کبھی کبھی ہوجاتی ہے، حضرت علیؓ مسجد میں جاکر لیٹ گئے، آپ کو معلوم ہوا تو خود منانے تشریف لے گئے، حالانکہ حضرت علیؓ آپؐ سے بہت چھوٹے تھے، آپؐ نے ان کی پرورش بچپن سے کی تھی، لیکن آپؐ نے ان کو محبت کے ساتھ جگایا، فرمایا: ارے تمہارے جسم میں مٹی بھر گئی ہے، اٹھو! کوئی غصہ نہیں کیا اور نہ اپنی صاحبزادی کی طرف داری میں ان کو سخت بات کہی، آپؐ بات کرنے والے کی بات اخلاق و ہمدردی کے ساتھ سنتے تھے وہ کچھ مانگتا ہوا اور وہ چیز ہوتی تو ضرور دے دیتے خواہ خود کو تکلیف ہوجائے، ایک مرتبہ ایک نئی شال آپ کے پاس آئی، کسی نے مانگ لی، آپؐ نے اسی وقت اس کو دے دی، حالانکہ آپ کی ضرورت کی تھی اور جب مانگنے والے کو دینے کے لئے آپؐ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو نرم کلامی اور ہمدردی کے ساتھ اس کو واپس کرتے، آپؐ اپنے صحابہ میں یوں گھل مل کر رہتے اور بات کرتے کہ نہ جاننے والوں کو پریشانی ہوجاتی کہ مجمع میں کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہجرت مدینہ کے موقع پر جب قبا پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپؐ کے ساتھ دیکھنے والے نہ کہہ سکے کہ ان میں کون رسول اللہ ہیں، جب دھوپ بڑھی تو حضرت ابوبکرؓ نے چادر سے دھوپ کی آڑ کردی، تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہوں گے جن پر دھوپ کی وجہ سے چادر تانی گئی۔

ضرورت مندوں کی مدد میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ اس کی مثال نہیں ملتی، اس کے ساتھ ساتھ اپنے رب کی عبادت اور خوشنودی کے لئے جو زیادہ سے زیادہ ہوسکتا تھا کرتے تھے، رات کو تہجد اتنی دیر تک پڑھتے کہ پیروں میں ورم آجاتا، نفل روزے اتنے رکھتے کہ بعض وقت ایک ایک مہینہ گزر جاتا اور رمضان میں عبادت اور غریبوں کی مدد اپنے انتہا کو پہنچ جاتی، ایک مرتبہ ایک صحابیہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ عبادت میں اتنا کیوں اپنے کو کھپاتے ہیں؟ آپؐ کے اگلے، پچھلے گناہ سب اللہ تعالیٰ نے معاف کردیئے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں، وسیع القلب اتنے تھے کہ مکہ میں تیرہ سال سخت تکلیف دیئے جانے کے باوجود جب مکہ پر آپ کا غلبہ ہوا اور آپ فاتحانہ شہر میں داخل ہوئے اور وہ لوگ سامنے آئے، جنہوں نے آپ کو تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، سازش کرکے رات میں قتل کردینے کی بھی تدبیر کی تھی، آپؐ نے فرمایا: جاؤ! تم سب آزاد ہو، میں انتقام نہیں لیتا، دس سال مکہ میں ایذا دیئے جانے کے بعد طائف تشریف لے گئے تھے کہ وہاں کوئی باثر شخص قبیلہ اگر آپ کی بات کو قبول کرلے تو اس سے مکہ میں آپ کو تقویت و حفاظت مل سکے گی، لیکن وہاں کے سرداروں نے مکہ کے سرداروں کا سا ہی رویہ اپنایا، آپؐ کو شہر سے نکال دیا، اوباش لڑکے پیچھے لگادیئے جو پتھر مارتے تھے آپ کی اس کسمپرسی اور بے بسی پر پروردگار کو بہت رحم آیا، اس نے فرشتہ بھیجا کہ آپ کہیں تو ان طائف والوں کے اوپر ان کے دونوں جانب کے پہاڑوں کو ملادیا جائے اور ان کا خاتمہ کردیا جائے، آپؐ راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ بات نہیں مانتے تو کیا عجب ہے کہ ان کے بعد آنے والی نسل بات مان لے اور مسلمان ہوجائے اور سخت تکلیف اٹھانے کے باوجود انتقامی طریقہ نہیں اختیار کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بحیثیت نبی کے بہت اونچا ہے، لیکن اس کے ساتھ بحیثیت انسان کے اخلاق، محبت، ہمدردی، انسان نوازی، خوش اخلاقی، خاکساری، تواضع، مہمان داری، غربا پروری، مصیبت زدوں کے ساتھ ہمدردی بھی انتہائی بڑھی ہوئی تھی، ایک طرف آپؐ نبوت کے کمالات کا مظہر تھے اور دوسری طرف انسانی خوبیوں کا اعلیٰ پیکر تھے، ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ دونوں پہلوؤں سے کرنا چاہئے، ایک طرف یہ کہ اس سے ہم کو شریعت کی تعلیمات ملتی ہیں جن پر عمل کرکے خدا کو راضی کرسکتے ہیں اور اپنی آخرت بناسکتے ہیں، دوسری طرف یہ کہ انسانی و بشری خوبیوں اور خصلتوں کے کیا اعلیٰ نمونے سامنے آتے ہیں، جن کے اختیار کرنے سے دنیاوی اعتبار سے اور سماج کے اندر ہم ایک اعلیٰ خصلتوں کے انسان بن سکتے ہیں ہم صرف روشنی کرکے اور صرف معجزات بیان کرکے خود اپنے کو بہت مسرور تو کرلیتے ہیں لیکن رسول پاک کو خوش کرنے کے لئے یہ روشنی اور شاندار مظاہرے مفید نہیں، مفید تو آپؐ کی حیات طیبہ کے اخذ فیض سے آپ کی سنت کی اتباع کرنا، انسانوں کے ہمدردی اور محبت وعنایت کا اختیار کرنا ہے، ہم کو دیکھنا چاہئے کہ ہم اپنے ذوق کی تسکین اور دکھاوا کرنا چاہتے ہیں یا رسول پاک کی خوشی کے کام کرنا چاہتے ہیں، ہمیں سیرت پاک کی محفلوں میں اتباع سنت رسول کو ضرور سامنے لانا چاہئے تاکہ آخرت میں آپؐ سے اگر ملاقات مقدر ہو تو آپ یہ نہ فرمائیں کہ تم نے ہم کو تو خوش نہیں کیا، صرف اپنے کو ہی خوش کرتے رہے اور شان وشکوہ سے اپنا دل بہلاتے رہے اور ہماری سنتیں مٹتی رہیں، کتنے غریب غربت برداشت کرتے رہے اور دولت مند دولت کو صرف ذوق اور دکھاوے میں اڑاتے رہے، امت پریشان رہی اور خوشحال لوگ مزے اڑاتے رہے۔

☆☆..........☆☆

شہید نبوی حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ

مولانا سہیل ممتاز

عقبہ کی رات میں جن خوش نصیبوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ان میں ایک خوش نصیب شخص حضرت حبیب بن زیدؓ بھی تھے، لیلۃ العقبہ میں ان کے ساتھ ان کے والد محترم حضرت زید بن عاصمؓ اور والدہ حضرت ام عمارہؓ اور بھائی حضرت عبداللہ بن زیدؓ بھی شریک بیعت تھے۔

حضرت حبیب بن زیدؓ کی والدہ حضرت ام عمارہؓ بنو مازن قبیلہ سے تھیں اور انہیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اسلام کے دفاع کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں عورتوں میں سے سب سے پہلے ہتھیار اٹھایا تھا۔

ایمان کا نور حضرت حبیب بن زیدؓ کے دل میں اس وقت گھر کر چکا تھا، جب وہ ابھی اپنی عمر کی ابتدائی منزلیں طے کر رہے تھے اور ان کے مقدر میں یہ بات لکھ دی گئی کہ وہ اپنے والدین اور خالہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں جائیں اور ستر خوش نصیب لوگوں کے ساتھ مل کر اسلام کی تاریخ میں اپنا کردار کریں، جہاں انہوں نے رات کے اندھیرے میں اپنے ننھے ننھے ہاتھوں کو بڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اور اس دن سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ماں باپ سے زیادہ محبوب اور اسلام ان کے نزدیک اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو گیا تھا، چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے حضرت حبیب بن زیدؓ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے، اسی طرح غزوہ احد میں بھی شریک نہ ہو سکے، البتہ اس کے بعد سارے غزوات میں ان کو آپؐ کے ساتھ شریک ہونے کا شرف حاصل ہوتا رہا، اور ہر جگہ بہادری اور شجاعت و قربانی دینے سے دریغ نہ کیا۔

۹ ہجری میں بنو حنیفہ کے وفد نے مدینۃ الرسول کے اطراف میں پڑاؤ ڈالا اور مسیلمہ بن حبیب نامی ایک شخص کو سامان کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑ کر دربار نبوی میں حاضری کے لئے روانہ ہو گیا، انہوں نے آپؐ کے سامنے اپنی اور اپنے قبیلے کی طرف سے اسلام کا اعلان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا، ان کی خاطر تواضع فرمائی اور پیچھے رہ جانے والے ساتھی سمیت ان میں سے ہر ایک کے لئے تحفہ دینے کا حکم صادر فرمایا۔

مسیلمہ بن حبیب کا اسلام سے پھرنا

اس وفد کے واپس پہنچنے کے ساتھ پر مسیلمہ بن حبیب اسلام سے پھر گیا اور اس نے لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر اعلان کیا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے بنو حنیفہ کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے جیسا کہ محمد بن عبداللہ کو قریش کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے۔"

اس اعلان کے ساتھ ہی بنو حنیفہ کے لوگ مختلف عوامل کے تحت اس کے گرد جمع ہونے لگے اور اپنی قوم کا فرد ہونے کی وجہ سے قوم اس کا بھرپور ساتھ دینے لگی، یہاں تک اس کے سردار نے کہا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد سچے اور مسیلمہ جھوٹا ہے لیکن مجھے بنو ربیعہ قبیلہ کا کذاب (جھوٹا شخص)، بنو مضر قبیلہ کے سچے شخص سے زیادہ پسند ہے۔"

آپ کی طرف مسیلمہ کا خط

جب مسیلمہ کی حیثیت مضبوط ہو گئی، اس کا معاملہ قوی ہو گیا اور اس کے ماننے والوں کی تعداد کافی بڑھ گئی تو اس نے اپنے دو آدمیوں کے ہاتھ رسول اللہ کی خدمت میں ایک خط بھیجا، جس میں اس نے لکھا تھا:

"اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے، اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی طر
سلام علیک۔ امابعد۔
نبوت کے اس منصب میں آپ کے ساتھ مجھے بھی شریک کیا گیا ہے، لہٰذا نصف زمین ہمارے لئے ہیں اور نصف قریش کے لئے، لیکن قریش زیادتی کرتے ہیں۔"

جب یہ خط پڑھ کر سنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں قاصدوں سے پوچھا: تم دونوں اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا: "ہم بھی وہی کہتے ہیں جو اس خط میں لکھا گیا ہے۔" آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔" پھر آپؐ نے ایک خط لکھ کر ان قاصدوں کے

حوالے کیا۔

اس کے بعد بھی مسیلمہ کا شر حد سے تجاوز کرنے اور ہر طرف پھیلنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ ایک خط لکھا جائے تاکہ اسے گمراہی سے روکیں اور یہ خط لے جانے کے لئے عظیم صحابی حضرت حبیب بن زیدؓ کو طلب فرمایا، جو اس وقت ایک خوبصورت اور بھرپور جوانی کے مالک تھے اور ایمان ان کے رگ و ریشے میں رچ بس چکا تھا۔ حضرت حبیب بن زیدؓ خوشی سے آپ کا حکم پاکر روانہ ہوگئے، وہ راستے کے نشیب و فراز کو طے کرتے ہوئے نجد کے بالائی حصے میں واقع بنوحنیفہ کی بستی میں پہنچے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک مسیلمہ کے حوالہ کیا، جیسے ہی مسیلمہ نے خط سنا اس کا سینہ نفرت اور کینہ سے بھر گیا اور اس کے منحوس اور مکروہ چہرے پر غداری اور شرارت کے آثار نمودار ہوئے، اس نے حکم دیا کہ حضرت حبیب بن زیدؓ کو زنجیروں سے باندھ کر قید کردیا جائے اور اگلے روز چاشت کے وقت میرے سامنے پیش کئے جائے۔ اگلے روز مسیلمہ نے مجلس جمائی دائیں بائیں اپنے ماننے والے غنڈے اور بدمعاش لوگوں کو بٹھایا اور اپنے قبیلے کے لوگوں کو بھی مجلس میں آنے کا حکم دیا، پھر اس نے حضرت حبیب بن زیدؓ کو پیش کرنے کا حکم دیا، چنانچہ آپ بوجھل بیڑیوں میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے، اس مردود کے سامنے پہنچے اور اس کینہ پرور مجمع میں تن کر کھڑے ہوگئے۔

مسیلمہ نے ان کی طرف دیکھا اور کہا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟

انہوں نے فوراً جواب دیا: ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

یہ جواب سن کر وہ غصے سے جل بھن گیا اس نے پھر پوچھا: اور کیا تم یہ بھی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

انہوں نے تمسخر آمیز لہجے میں کہا: میرے کان تمہاری یہ بات سننے کے لئے بہرے ہیں۔

یہ سن کر مسیلمہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، غصے میں اس کے ہونٹ کانپنے لگے اور اس۔ نے اپنے جلاد کو حکم دیا: اس کے بدن کا ایک عضو کاٹ دو۔

جلاد نے تلوار کا ایک بھرپور وار کیا اور ان کے جسم کا ایک حصہ کٹ کر زمین پر تڑپنے لگا۔ اس نے پھر وہی سوال دہرایا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، انہوں نے پھر اثبات میں جواب دیا، اس نے دوبارہ وہی سوال کیا: اور تم یہ بھی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: میں کہہ چکا ہوں کہ میرے کان تمہاری یہ بات سننے کے لئے معذور ہیں۔

اس نے جلاد کو ان کے جسم کا ایک اور عضو کاٹنے کا حکم دیا، جو کاٹ دیا گیا اور لڑھکتا ہوا پہلے عضو کے پاس جاکر ٹھہر گیا، لوگ اس دوران بڑی حیرت و استعجاب کے ساتھ ان کی ثابت قدمی اور حقیقی عشق نبوی کا مشاہدہ کرتے رہے، مسیلمہ سوال کرتا رہا جلاد ایک ایک عضو کاٹتا رہا اور حضرت حبیب بن زیدؓ پامردی سے جواباً کہتے رہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، یہاں تک کہ ان کا آدھا جسم کٹے ہوئے ٹکڑوں کی شکل میں زمین پر بکھر گیا اور آدھا گوشت کے لوتھڑے کی صورت بولتا رہا، یہ شہید نبوی زبان حال سے توحید و رسالت کی گواہی دیتا رہا، بالآخر ان کی پاکیزہ روح پرواز کر گئی۔ اس وقت ان کے پاکیزہ ہونٹوں پر رسول پاک کا نام تھا: ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' جن کے دست مبارک پر شہید نبوی حضرت حبیب بن زیدؓ نے عقبہ کی رات میں بیعت کی تھی۔ ☆☆

آنحضرت ﷺ کی نبوت ورسالت قیامت تک قائم ودائم رہے گی

پیغام ختم نبوت کانفرنس سے علماء کرام کا خطاب

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیراہتمام حلقہ دریا آباد نیازی چوک لیاری ٹاؤن میں پیغام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب تلاوت کلام پاک سے ہوا اور حمد ونعت کے بعد پروگرام کے سرپرست اعلیٰ اور جامع مسجد صدیق اکبر کے خطیب مفتی بشیر احمد نے پروگرام کی غرض وغایت بیان کی اور علاقہ کی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کا کام کریں۔ اس سلسلہ میں آج ہمارے اس محلہ کی جامع مسجد میں پیغام ختم نبوت کانفرنس کے عنوان سے پروگرام منعقد ہورہا ہے۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد اور ممتاز عالم دین مولانا عطاء الرحمن خطاب فرمائیں گے۔ مولانا قاضی احسان احمد نے پیغام ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت، رفعت اور بلندی مرتبہ پر مفصل خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی نبوت ورسالت قیامت تک قائم ودائم رہے گی۔ حضورؐ کی شفاعت سے ہی امت نجات پائے گی، اس لئے جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی کرنا شفاعت نبوی کے حصول کا اہم ذریعہ ہے۔ مولانا عطاء الرحمن نے شرکائے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان کی سب سے بڑی متاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے، رب کائنات کی خالقیت، مالکیت اور ربوبیت کا تعارف کروانے والی ذات حضورؐ کی ذات ہے، اس لئے ہماری زندگی کا حاصل حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جب آنکھ بند ہوگی تب آنکھ کھلے گی کہ دنیا ہم نے کس قدر محنت کی مگر آخرت اور رب کائنات کی خوشنودی اور پیغمبر کی شفاعت کے حصول کے لئے کچھ نہیں کیا۔ پروگرام کا اختتام مولانا قاضی احسان احمد کی دعا سے ہوا۔ پروگرام کا انتظام مفتی بشیر احمد نے مولانا عبدالواحد، محمد یوسف عباسی، محمد صابر، سید محمد شاہ اور اہل محلہ کی معاونت سے کیا۔

حیات و خدمات

خطیب پاکستان
قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم قاضی محمد امینؒ قاضی شہر اور شاہی جامع مسجد کے خطیب تھے اور آپ کے چچا حضرت مولانا قاضی غلام احمد یٰسینؒ ایک منجھے ہوئے خطیب، جرأت مند عالم دین اور شعلہ بیان مقرر تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد قاضی محمد امینؒ اور چچا مولانا قاضی غلام یٰسینؒ سے حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لئے علاقہ کے معروف عالم دین مولانا اللہ وسایا (جن کا مزار خان پور قاضیاں میں مرجع عوام وخواص ہے) سے خان پور قاضیاں (شجاع آباد شہر سے تقریباً دس کلومیٹر شمال کی طرف) میں حاصل کی، آپ اپنے والدین کے اکلوتے فرزند ارجمند تھے، والدین نے ناز ونعم میں پالا اور بچپن میں ہی تعلیم و تربیت کا خصوصی لحاظ رکھا، فرمایا کرتے تھے کہ میں چھوٹا سا بچہ تھا، جب سونے لگتا یا سو کر جاگتا تو والدہ محترمہ فرماتیں کہ پڑھیں: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ایک دن میں نے کہا: اماں جی! آپ ہر روز مجھے سوتے جاگتے کلمہ کا ورد کراتی ہیں، اس میں کوئی خاص حکمت ہے؟ فرمایا: ''بیٹا! میں چاہتی ہوں کہ آپ سوتے جاگتے کلمہ شریف کا ورد کریں تاکہ کلمہ عادت ثانیہ بن جائے، ایک بڑی نیند (موت) آنے والی ہے تاکہ اس وقت بھی کلمہ شریف آپ کے وردزبان ہو۔''

آپ نے حدیث وتفسیر مولانا خلیل الرحمن سے پڑھیں، ۱۹۲۶ء میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ملتان تشریف لے آئے تو آپ اپنے والد محترم قاضی محمد امینؒ کی معیت میں ملتان تشریف لے آئے اور شاہ جیؒ کا خطاب پہلی مرتبہ سنا تو دل وجان سے فریفتہ ہوگئے اور قاضی محمد امینؒ نے شاہ جیؒ سے وقت طلب کیا، شاہ جیؒ نے اگلے دورہ کے موقع پر شجاع آباد تشریف آوری کا وعدہ فرمایا، جب شجاع آباد تشریف لائے تو مولانا قاضی محمد امینؒ نے اپنی سب سے قیمتی متاع عزیز (قاضی احسان احمدؒ) کو شاہ جیؒ کی خدمت میں پیش کردیا۔ شاہ جیؒ کی رفاقت نے قاضی صاحبؒ کو کندن بنادیا اور دیکھتے ہی دیکھتے شجاع آباد جیسے پسماندہ علاقہ کے ایک نوجوان نے پورے ہندوستان میں اپنی خطابت کا لوہا منوایا۔

شاہ جیؒ اور آپ کے رفقاء کے بعد دوسری صف میں آپ نمایاں نظر آنے لگے۔ ہندوستان کی کوئی بڑی کانفرنس، مذہبی وسیاسی اجتماع ایسا نہیں ہوتا تھا کہ جس میں آپ کو دعوت نہ دی جاتی ہو۔

۱۹۲۹ء میں جب مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی گئی تو آپ ضلع ملتان کے صدر چنے گئے۔

۱۹۳۰ء میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تشریف لے گئے، تو شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

۱۹۳۴ء میں قادیان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کے انتظامات کو کنٹرول کرنے کے لئے ہزاروں باوردی رضا کار شریک ہوئے، جس میں پورے ہندوستان کی دینی قیادت نے شرکت کی۔ اس عظیم کانفرنس کا خطبہ صدارت آپ نے دیا، حالانکہ اس وقت آپ نوجوان اور کم عمر تھے۔

۱۹۳۶ء میں سامراجی دلالوں نے آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی مقبولیت سے خائف ہوکر جب مسجد شہید گنج لاہور کا قضیہ پیدا کیا، تاکہ مجلس احرار اسلام اگر مسجد کی واگزاری کیلئے میدان عمل میں آتی ہے تو اسے کچل دیا جائے اور اگر مسجد کی واگزاری کی کوشش نہیں کرتی تو اس کا ملبہ مجلس پر گرا کر اسے سیاسی طور پر غیر موثر کردیا جائے۔ مجلس احرار اسلام کے قائدین نے اس سازش کو بھانپ لیا اور اپنا سیاسی کیریئر تباہ کرالیا، لیکن خون مسلم سے اپنے دامن کو داغدار ہونے سے بچالیا۔ اس سلسلہ میں قاضی صاحبؒ کی گرفتاری بھی ہوئی۔

۱۹۳۷ء میں انگریزی گورنمنٹ نے اپنے خود کاشتہ پودا قادیانیت کو بچانے کے لئے قادیان میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی اور قادیان کی حدود میں عمائدین احرار کے داخلہ کو بند کردیا، تو مجلس کے ارکان حکومتی اقدام کی مخالفت کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ قادیان میں داخل ہوئے، بلکہ داخلہ بندی کے احکام کے پرخچے اڑادیئے، اس سلسلہ میں قاضی صاحب نے

پابندی توڑ کر قادیان میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا اور گرفتار ہوئے اور ایک سال تک جیل میں رہے۔

۱۹۳۹ء میں مجلس احرار اسلام نے فوجی بھرتی کے خلاف تحریک چلائی تو قاضی صاحب نے اس میں بھرپور کردار ادا کیا۔

قیام پاکستان کے بعد جب انڈیا نے کشمیر میں فوجیں اتاریں تو قائد ملت لیاقت علی خان نے مکہ دکھایا، تو مجلس نے ملک بھر میں دفاع پاکستان کانفرنسوں کا جال بچھا دیا، آپ نے پورے ملک میں دفاع واستحکام پاکستان کے لئے قوم کو تیار کیا۔

قیام پاکستان کے بعد جب پہلے الیکشن ہوئے تو بعض مقامات پر قادیانی امیدوار الیکشن میں اترے تو آپ نے شاہ جیؒ کی قیادت میں قادیانی امیدواروں کے خلاف دن رات جدوجہد کر کے انہیں چاروں شانے چت کیا۔

سیالکوٹ کے دورہ پر آپ نے وزیر اعظم پاکستان نواب لیاقت علی خان سے ملاقات کا وقت مانگا تو دس منٹ وقت طے ہوا، آپ اپنا چوبی صندوق ساتھ لے کر گئے اور قادیانی غلیظ عبارات جب وزیر اعظم پاکستان کو دکھلائیں تو ان کی آنکھیں کھل گئیں، اور جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے متعلق توہین آمیز حوالہ دکھلایا تو وزیر اعظم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور وزیر اعظم نے کہا کہ آپ نے اپنا حق ادا کر دیا، اللہ پاک مجھے اپنا حق ادا کرنے کی توفیق دے۔

سیالکوٹ کے دورہ کے درمیان جب آپ نے وزیر اعظم پاکستان کی موجودگی میں خطاب فرمایا تو وزیر اعظم لیاقت علی خان نے آپ کو خطیب پاکستان کا لقب دیا۔

وزیر اعظم پاکستان نے لیاقت باغ راولپنڈی میں منعقدہ جلسہ عام سے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے جب کہا کہ حضرات محترم... تو ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت وزیر اعظم کو فائر کرا کے شہید کرا دیا گیا اور جلسہ سننے کے لئے ایبٹ آباد سے آئے ہوئے سید اکبر کو گولی مار کر خاک وخون میں تڑپا دیا گیا، تاکہ قوم یہ سمجھے کہ سید اکبر نے حملہ کیا تھا اور سازش بے نقاب نہ ہو سکے، تو قاضی صاحب سمیت قائدین احرار نے الزام لگایا کہ وزیر اعظم کا قاتل سید اکبر نہیں تھا، بلکہ اس قتل کا ذمہ دار ظفر اللہ خان قادیانی ہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بھرپور اور قائدانہ کردار ادا کیا، چنانچہ جسٹس منیر نے انکوائری رپورٹ میں جابجا آپ پر تنقید کر کے آپ کو مورد الزام ٹھہرانے کی کوشش کی، اسی تحریک کے دوران جب پولیس نے آپ کو شجاع آباد سے گرفتار کیا تو آپ کے والد محترم محمد امین کی آنکھوں سے

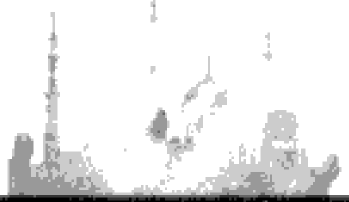
مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلر

مون لائٹ کارپٹ
نہر کارپٹ
قمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ

این آر ایونیو، حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری ناظم آباد

فون:6646888-6647655 فیکس:0921-21-5671503

E-mail: jabbarcarpet@cyber.net.pk

آنسو جاری ہوگئے، آپؒ نے کہا کہ: اباجان! یہ میری پہلی گرفتاری نہیں، اس سے پہلے آٹھ نو سال جیل میں گزار چکا ہوں، آپ نے ہمیشہ مجھے شاداں وفرحاں سپرد خدا کیا، اب آپ کا یہ عمل ناقابل فہم ہے؟ تو والد نے فرمایا:

"پہلے جن لوگوں کے ساتھ واسطہ تھا وہ بے دین ضرور تھے، لیکن بے آئین نہیں تھے، آج جن لوگوں کے ساتھ واسطہ ہے، یہ بے دین کے ساتھ ساتھ بے آئین بھی ہیں، اس لئے رو رہا ہوں کہ پتہ نہیں تجھے میرا آخری دیدار بھی نصیب ہوگا کہ نہیں، جی تو یہ چاہتا تھا کہ تو اپنے ہاتھوں سے مجھے لحد میں اتارے۔"

چنانچہ اس قید کے دوران آپ کے والد محترم کا انتقال ہوگیا، ایک لاکھ روپیہ نقد پیرول ضمانت کے لئے پیش کیا گیا لیکن حکمرانوں نے رہائی سے یہ کہہ کر انکار کردیا:

"اگر قاضی صاحبؒ ایک جملہ پر دستخط کریں کہ آئندہ کے لئے ختم نبوت کی تحریک میں حصہ نہیں لوں گا تو نہ صرف یہ کہ رہائی عمل میں آئے گی بلکہ تمام کیس واپس لے لئے جائیں گے۔"

جب یہ رپورٹ قاضی صاحبؒ کو پیش کی گئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور آپ نے ڈبڈباتی آنکھوں، لرزتے ہاتھوں اور کپکپاتی زبان سے فرمایا:

"حکمرانوں سے کہہ دو: تمہیں احسان کا ایمان معلوم نہیں، یہ میرے والد محترم کا جنازہ پڑا ہے، میری والدہ فوت ہوجائیں، میرے بیوی بچے خاندان، کنبہ قبیلہ، دوست احباب مرجائیں ان کی جدائی برداشت کرلوں گا لیکن سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی تحریک کے ساتھ غداری کے تصور کو کفر سمجھتا ہوں۔"

۱۹۵۴ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل جدید ہوئی، تو آپ اس میں رکن رکین کی حیثیت سے شریک ہوئے اور ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے اسٹیج سے قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ مجلس کے امیر حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ناظم اعلیٰ مولانا محمد علی جالندھریؒ چنے گئے۔

۲۱/ اگست ۱۹۶۱ء کو شاہ جیؒ کا انتقال پر ملال ہوا، تو رفقا کی نظریں آپ کی طرف اٹھیں کیونکہ خطابت میں بھی شاہ جیؒ کی کاپی تھے اور جرأت و بہادری میں شاہ جیؒ کے ثانی کہ مجلس کا امیر آپ کو بنایا جائے، اس پر آپ نے فرمایا:

"مولانا محمد علی جالندھریؒ کی موجودگی میں اپنے لئے امارت کا تصور نہیں کرسکتا۔"

تو مولانا جالندھریؒ عارضی طور پر چھ ماہ کے لئے قائم مقام امیر بنادیے گئے اور مولانا جالندھریؒ نے کوششیں جاری رکھیں اور تا آنکہ آپ کو امارت قبول کرنے کے لئے راضی کرلیا گیا اور آپ متفقہ طور پر مجلس کے امیر بنادیے گئے اور تازیست مجلس کے امیر رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں حضرت لاہوریؒ اور آپ کو جیل میں زہر دیا گیا تھا، جس سے آپ کی صحت ہل گئی، اور آپ بیمار رہنے لگے، کبھی نشتر ہسپتال میں زیر علاج رہتے اور کبھی کہیں، سلطان فونڈری لاہور کے حاجی محمد افضل کے اصرار پر آپ کچھ عرصہ کے لئے لاہور چلے گئے، سلطان فونڈری والوں نے آپ کے علاج معالجے اور خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، لیکن: "مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی" تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور وفات سے چند منٹ پہلے فرمایا:

"لو وہ مجھے لینے کے لئے آگئے، اگر دیکھ سکتے ہو تو دیکھ لو، ورنہ میری زبان پر اعتبار کرو اور مجھے راضی خوشی ان کے سپرد کردو۔"

اور یہ کہہ منہ قبلہ رخ کرلیا اور جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

اگلے روز آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی اور لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ نماز جنازہ کی امامت حافظ الحدیث والقرآن مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے کی اور آپ کو گورنمنٹ ہائی اسکول شجاع آباد کے بالمقابل اور جنازہ گاہ کے عقب میں پرانا ملتان روڈ پر واقع قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

☆☆..........☆☆

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

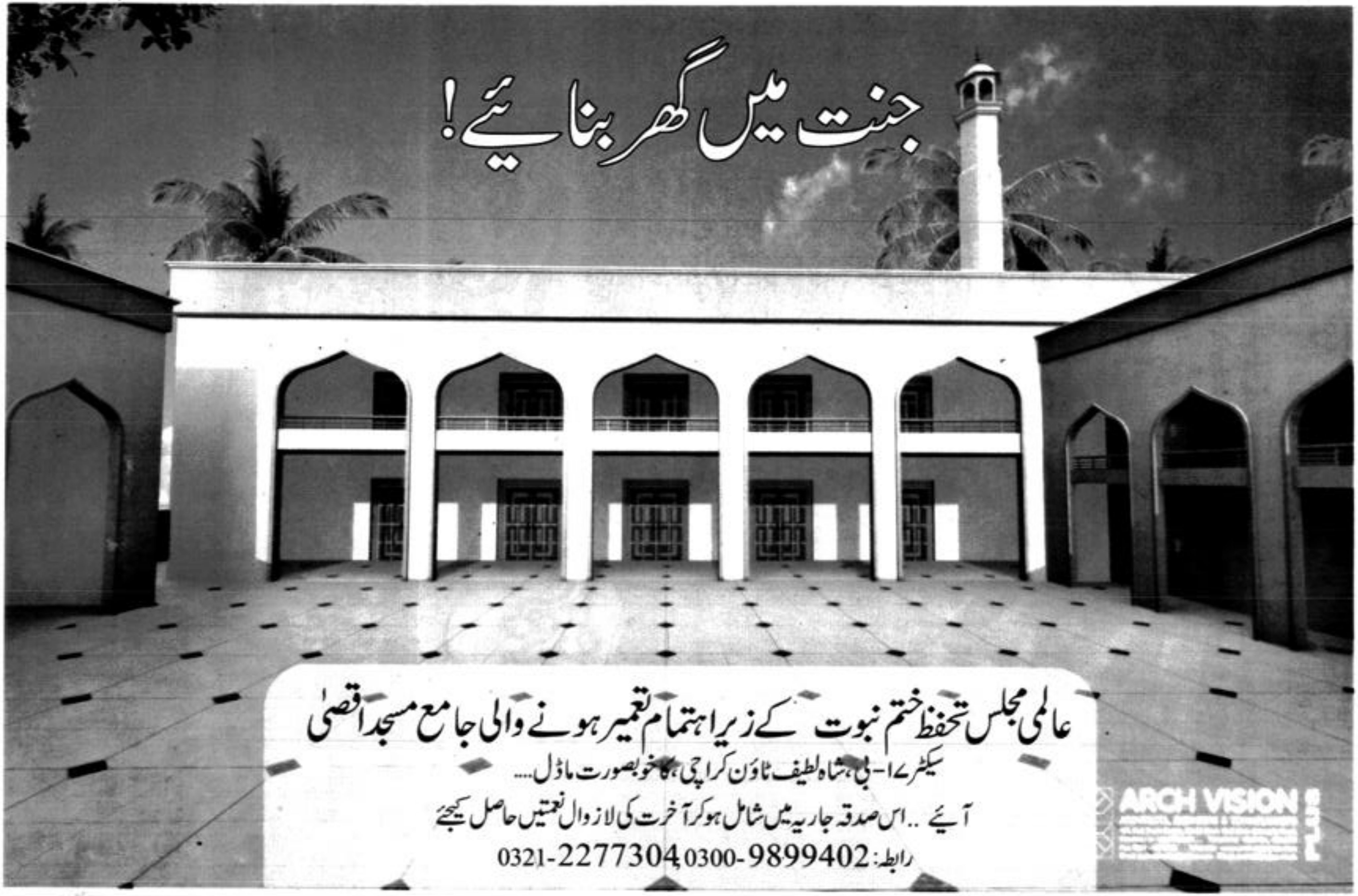
جنت میں گھر بنائیے!
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ
سیکٹر ۱۷-بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا خوبصورت ماڈل....
آیئے ..اس صدقہ جاریہ میں شامل ہوکر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے
رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304
ARCH VISION

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخریں صلی اللہ علیہ وسلم، سیرتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیاں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی

ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں بھی جاتا ہے۔

خوبصورت ٹائٹل | کمپیوٹر کتابت | عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنئے۔ بنائیے ۔ اشتہارات دیجیے ۔ مالی امداد فراہم کیجیے